اصول حدیث

اصول حدیث میں مرسل روایات کا حکم

تحقیق و تخریج

نعمان اقبال

اصول حدیث میں
مرسل روایات کا حکم

تحقیق و تخریج: نعمان اقبال

فہرست مضامین

لغت کے لحاظ سے مرسل کی تعریف:..1

اصطلاح کے لحاظ سے مرسل کی تعریف: 1

مرسل حدیث کی تین اقسام ہیں:..3

مرسل احادیث کے حجت ہونے کی دلیل:..6

مرسل حدیث سے احتجاج اور رد میں علماءِ دین کے مختلف مذاہب اور اقوال..7

مرسل حدیث کے حجت ہونے کی تائید میں علماء دین کے مختلف مذاہب اور اقوال.................................9

حضرت ابراہیم نخعیؒ کی مرسل روایات کے حجت ہونے کی تائید میں علماء دین کے اقوال 21

مرسل روایات کے حجت ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ کا موٴقف 28

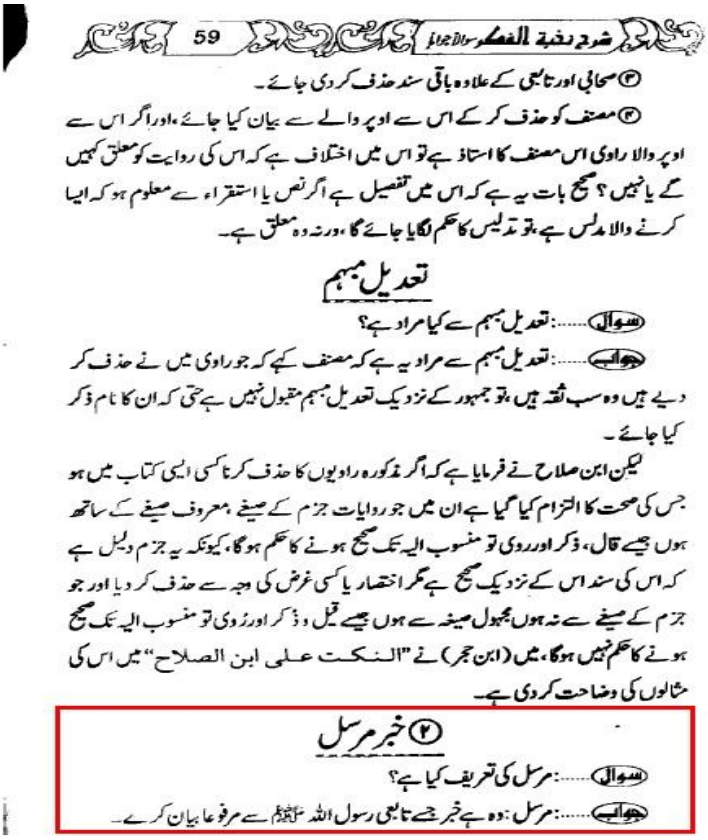
بسم اللہ الرحمن الرحیم

لغت کے لحاظ سے مرسل کی تعریف:

ارسل، یرسل، ارسالاً (یعنی کھلا چھوڑدینا) سے اسم مفعول مرسل آتا ہے، گویا کہ مرسل حدیث کے روایت کرنے والے نے اسناد کو کھلا چھوڑدیا، اورا سے کسی معین راوی کے ساتھ مقید ہی نہیں کیا۔

اصطلاح کے لحاظ سے مرسل کی تعریف:

اصطلاح حدیث میں مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ یعنی تابعی سے اوپر کا راوی ساقط ہو۔ صورت اس کی یہ ہے کہ تابعی، خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ یہ کہے کہ: ''حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کہا یا آپ کے سامنے یہ ہوا'' محدثین کے نزدیک مرسل کی یہی صورت ہے۔



شرح نخبۃ الفکر سوالاً جواباً 59

③ صحابی اور تابعی کے علاوہ باقی سند حذف کر دی جائے۔

④ مصنف کو حذف کر کے اس سے اوپر والے سے بیان کیا جائے، اور اگر اس سے اوپر والا راوی اس مصنف کا استاذ ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ اس کی روایت کو معلق کہیں گے یا نہیں؟ صحیح بات یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے اگر نص یا استقراء سے معلوم ہو کہ ایسا کرنے والا مدلس ہے، تو تدلیس کا حکم لگایا جائے گا، ورنہ وہ معلق ہے۔

تعدیل مبہم

سوال......: تعدیل مبہم سے کیا مراد ہے؟

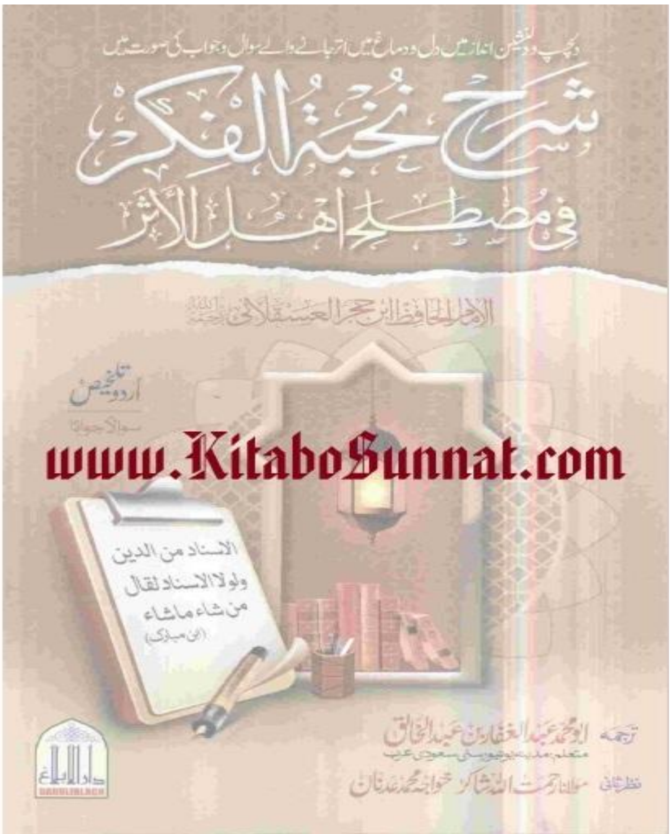
جواب......: تعدیل مبہم سے مراد یہ ہے کہ مصنف کہے کہ جو راوی میں نے حذف کر دیے ہیں وہ سب ثقہ ہیں، تو جمہور کے نزدیک تعدیل مبہم مقبول نہیں ہے حتی کہ ان کا نام ذکر کیا جائے۔

لیکن ابن صلاح نے فرمایا ہے کہ اگر مذکورہ راویوں کا حذف کرنا کسی ایسی کتاب میں ہو جس کی صحت کا التزام کیا گیا ہے ان میں جو روایات جزم کے صیغے، معروف صیغے کے ساتھ ہوں جیسے قال، ذکر اور روی تو منسوب الیہ تک صحیح ہونے کا حکم ہوگا، کیونکہ یہ جزم دلیل ہے کہ اس کی سند اس کے نزدیک صحیح ہے مگر اختصار یا کسی غرض کی وجہ سے حذف کر دیا اور جو جزم کے صیغے سے نہ ہوں مجہول صیغہ سے ہوں جیسے قیل و ذکر اور رُوی تو منسوب الیہ تک صحیح ہونے کا حکم نہیں ہوگا، میں (ابن حجر) نے "النکت علی ابن الصلاح" میں اس کی مثالوں کی وضاحت کر دی ہے۔

② خبر مرسل

سوال......: مرسل کی تعریف کیا ہے؟

جواب......: مرسل: وہ ہے خبر جسے تابعی رسول اللہ ﷺ سے مرفوعا بیان کرے۔



قوی ہو جاتا ہے۔

④ ابوبکر رازی اور ابوالولید باجی سے منقول ہے کہ جب راوی ثقہ یا غیر ثقہ روایت کرے تو اس کی مرسل مقبول نہیں ہوگی۔

مراسیل صحابہ

سوال......: مراسیل صحابہ کا کیا حکم ہے؟

جواب......: صحیح اور مشہور مذہب جسے جمہور اہل علم نے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ صحابی کی مرسل حجت ہے کیونکہ صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا بہت کم ہے اور جب وہ بیان کریں تو وضاحت کر دیتے ہیں، اور جب وہ مطلق بیان کریں تو ظاہر بات ہے وہ سب عادل ہیں۔

③ خبر معضل

سوال......: معضل کی کیا تعریف ہے؟

جواب......: معضل: وہ ہے جس کی سند سے تسلسل کے ساتھ دو یا زیادہ راوی حذف کیے گئے ہوں۔

سوال......: معضل کو معضل کیوں کہتے ہیں؟

جواب......: معضل ''اعضلہ'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''اعیاہ'' اس نے اس کو عاجز کر دیا، تھکا دیا (گویا راوی عاجز آ گیا اور واسطے چھوڑ دیے) اسی لیے اس کو معضل کہتے ہیں۔

④ خبر منقطع

سوال......: منقطع کسے کہتے ہیں؟

جواب......: جس کی سند سے ایک یا زیادہ راوی تسلسل کے بغیر حذف ہوں۔

مرسل

۱ - تعریف

۱) لغوی تحقیق: ارسل یرسل ارسالاً (کھلا چھوڑ دینا) سے اسم مفعول مرسل آتا ہے گویا کہ مرسل حدیث کے روایت کرنے والے نے اسناد کو کھلا چھوڑ دیا اور اسے کسی معین راوی کے ساتھ مقید ہی نہیں کیا۔

ب) اصطلاحی تعریف: اصطلاح حدیث میں مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ یعنی تابعی سے اوپر کا راوی ساقط ہو۔

۲ - اس کی صورت:

صورت اس کی یہ ہے کہ تابعی، خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ یہ کہے: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا یا آپ کے سامنے یہ ہوا" محدثین کے نزدیک مرسل کی یہی صورت ہے۔

۳ - مثال:

مسلم نے اپنی صحیح کتاب البیوع میں یہ روایت کی ہے: "حدثنی محمد بن رافع ثنا حجین ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المزابنۃ"

(محمد بن رافع نے مجھ سے بیان کیا ان سے حجین نے ان سے لیث نے عقیل سے عقیل نے شہاب سے ابن شہاب نے سعید بن المسیب سے سعید بن المسیب نے کہا: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ یعنی درخت پر لگے ہوئے پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا)۔

سعید بن المسیب بہت بڑے تابعی ہیں اس حدیث کو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو اپنے اور حضورؐ کے درمیان واسطہ کا ذکر کیے بغیر روایت کر دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اس حدیث کی سند کے آخری حصے کو حذف کر دیا ہے جو تابعی کے بعد ہے اس سقوط کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ اس میں صحابی کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس بات کا بھی احتمال ہوتا ہے کہ صحابی کے ساتھ کسی تابعی کو بھی حذف کر دیا گیا ہو۔

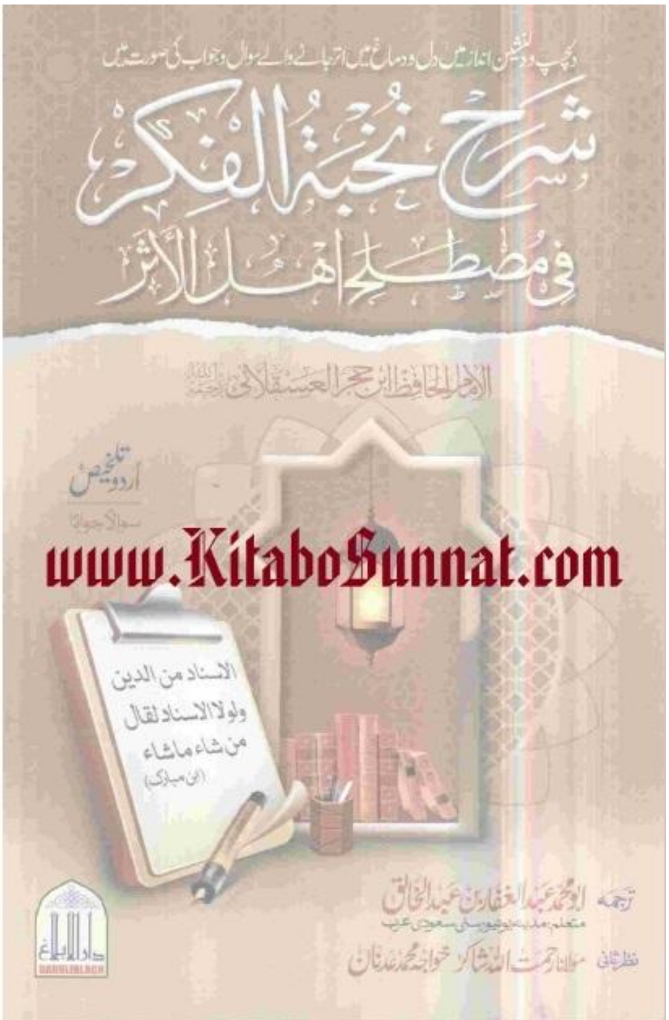
۴ - فقہا اور اہل اصول کی نظر میں مرسل:

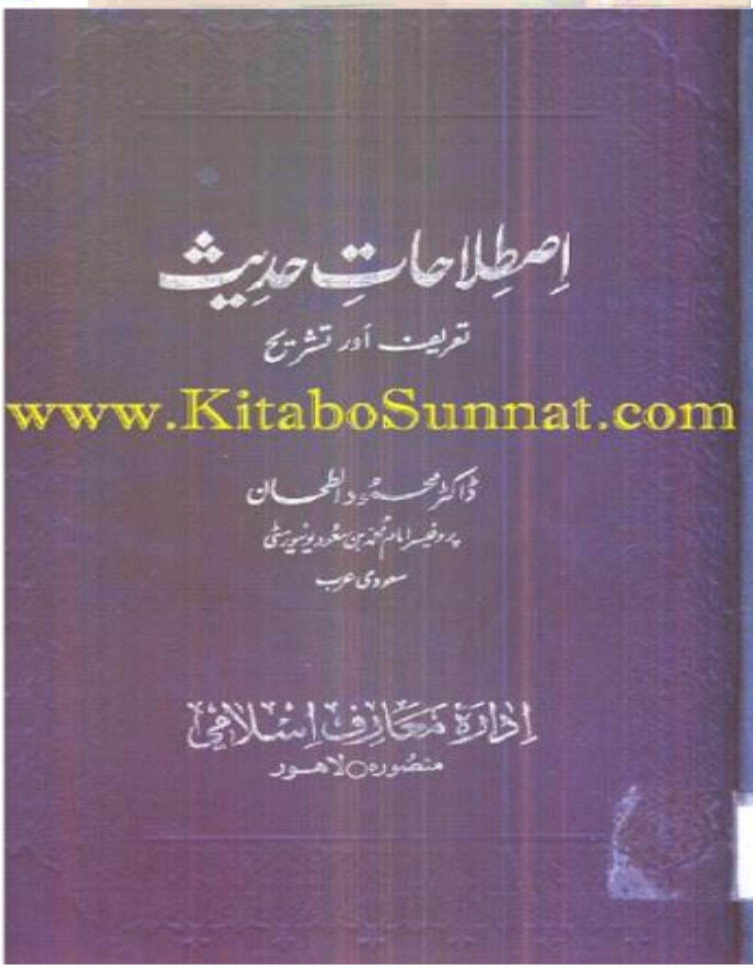
مرسل کی جو صورت ہم نے ذکر کی ہے یہ محدثین کے نزدیک ہے البتہ فقہا اور اہل اصول کے نزدیک مرسل کا تصور اس سے بھی زیادہ عام ہے۔ ان کی نظر میں ہر منقطع حدیث مرسل ہے خواہ اس کے انقطاع کا سبب کچھ بھی ہو اور یہی خطیب بغدادی کا بھی مسلک ہے۔

۵ - اس کا حکم:

مرسل حدیث اتصال سند کی لازمی شرط کے مفقود ہونے کے باعث ضعیف اور ناقابل قبول ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے اس کے محذوف کا حال معلوم نہیں ہوتا ہو سکتا ہے وہ محذوف غیر صحابی ہو چنانچہ ایسی صورت میں اس کے ضعیف ہونے کا بھی زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

لیکن محدثین اور دیگر علماء کے درمیان مرسل کے حکم میں اور اس سے استدلال کرنے میں اختلاف رائے ہے۔ اس لئے کہ انقطاع کی یہ قسم سند کے کسی دوسرے انقطاع سے مختلف ہے اس انقطاع میں غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ محذوف محض صحابی ہے۔ اور صحابہ سب کے سب عدول ہیں





مرسل حدیث کی تین اقسام ہیں:

۱۔ مراسیلِ صحابہؓ۔

۲۔ مراسیلِ تابعینؒ۔

۳۔ اوران کے بعد آنے والوں کی مراسیل۔

۱۔ صحابی کی مرسل روایت: یہ کہ صحابی کہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یوں فرمایا حالانکہ انھوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے سنی نہ ہو۔

صحابی کا نبی کریم ﷺ سے اس بات کو نہ سننے کا پتہ اس بات سے چل جاتا ہے کہ وہ صحابی دیر سے مشرف با اسلام ہوئے تھے اور جس معاملے کے بارے میں وہ خبر دے رہے ہیں وہ پہلے کی ہو اور وہ اپنے اسلام لانے سے قبل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوئے تھے، یا پھر صحابی چھوٹی عمر کے ہوں اور اپنی ولادت سے بھی پہلے کے واقعات کی خبر دے رہے ہوں۔ تو اس بارے میں یہ بات تو واضح ہے کہ انھوں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی زبانی نہیں سنی بلکہ کسی اور واسطہ سے سنی تھی، اور غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ واسطہ کسی دوسرے صحابی کا بھی ہو سکتا ہے جو ان سے عمر میں بڑے تھے یا اسلام لانے میں مقدم تھے۔ جیسا کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی سن سات ہجری سے پہلے کے واقعات کے بارے میں احادیث ہیں کیونکہ وہ سات ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے چھوٹے صحابہ کرامؓ کی شروع اسلام کے بارے میں روایات ہیں حالانکہ یہ تو پیدا ہی بعد میں ہوئے تھے۔ تو اس طرح کی مرسل روایات مقبول ہوں گی کیونکہ صحابہ سارے کے سارے عدول ہیں۔ لہٰذا ان روایات کا وہی حکم ہے جو مسند روایات کا ہے۔

۲۔ تابعی کی مرسل روایت: اور جب کوئی تابعی مرسل روایت بیان کرتا ہے اور اسے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر دیتا ہے تو یقیناً وہ اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ گراتا ہے۔ اور یہ واسطہ صحابی کا بھی ہو سکتا ہے اور تابعی یا اس سے بھی کم درجے کے راوی کا۔

اگر وہ گمشدہ واسطہ صحابی کا ہے تو صحابہؓ کا عادل ہونا تو سب جانتے ہیں اگرچہ صحابی کا نام معلوم نہ بھی ہو، اور اگر وہ واسطہ کسی تابعی کا ہے تو اس پر تو کوئی حکم لگ ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ مجہول ہے اور کسی انسان پر حکم لگانا اس کی پہچان کی فرع ہے۔ یعنی پہچان ہو گی تو حکم لگے گا۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی مراسیل کو جمہور نے اس سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ ان کی مراسیل کی جب بھی جانچ پڑتال کی گئی تو اس میں گمشدہ واسطہ صحابی ہی پایا گیا، تو گویا کہ ان کی مراسیل مسند کی طرح ہیں کیونکہ صحابہ سارے کے سارے عادل ہیں۔

۳۔ غیر صحابی اور غیر تابعی کی مرسل روایت: یہ وہ روایت ہے جسکی سند کے درمیان میں کوئی شخص اس شخص سے روایت کرتا ہے

جس سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہوئی تو اس طرح وہ اپنے اور اس شخص کے درمیان ایک واسطہ کو گراتا ہے جس سے وہ روایت کرتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"فَإِنَّ مَشَايِخَ الْحَدِيثِ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي أَنَّ الْحَدِيثَ الْمُرْسَلَ هُوَ الَّذِي يَرْوِيهِ الْمُحَدِّثُ بِأَسَانِيدَ مُتَّصِلَةً إِلَى التَّابِعِيِّ فَيَقُولُ التَّابِعِيُّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ **"مشائخِ حدیث "مرسل حدیث "** کی تعریف پر متفق ہیں کہ: جس روایت کو محدِّث تابعی تک **متصل** سند کیساتھ بیان کرے اور تابعی یہ کہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"۔ (معرفۃ علوم الحدیث: ص۱۶۷)



ذِكْر النَّوْع الثامن من علوم الحديث

(١) النَّوْع الثامن من هذا العلم معرفة المراسيل المختلف في الاحتجاج بها.

وهذا نوعٌ من علم الحديث صعب قلَّ ما يَهْتَدِي إليه إلا المتبحر في هذا العلم.

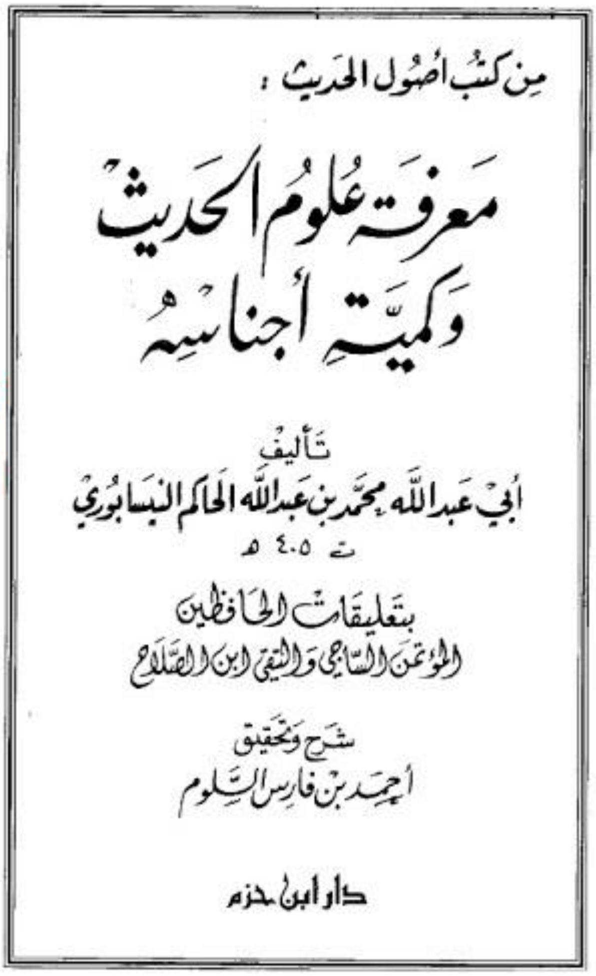
فإنَّ مشايخ الحديث لم يختلفوا(٢) أن الحديث المرسل (ع/١١) هو الذي يرويه المحدث بأسانيد متصلة إلى التابعي، فيقول التابعي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم(٣).

(١) ي: قال الحاكم الإمام أبو عبدالله رضي الله تعالى عنه.

(٢) ط: في أن.

(٣) توسع الأصوليون فأطلقوا المرسل على منقطع الإسناد، واختاره الخطيب من المحدثين، وهو - أعني الخطيب من أول من خلط أصول الحديث بأصول الفقه - واختاره النواوي (شرح مسلم ١/٣٠، فتح المغيث ١/١٣٣).
ويؤيده استعمال بعض القدماء له بهذا المعنى (أشار إليه في الاقتراح ص١٩٢).
ومال إلى هذا ابن الصلاح، وقال في المقدمة ص٥٨: إن المنقطع مثل المرسل، وكلاهما شاملان لكل ما لا يتصل إسناده، وهذا المذهب أقرب.
ولكن قول الحاكم في أول النَّوْع: معرفة المراسيل المختلف في الاحتجاج بها، يُلغي هذه الأقوال، لأنهم ما اختلفوا في ضعف المنقطع والمعضل، مما يشمله اسم المرسل على الإطلاق الأول، إنما اختلفوا في المرسل على إطلاق الحاكم.
قال الزركشي (النكت ١/٤٥٠):
رجّح بعضهم قول الحاكم على قول الخطيب بوجهين:
أحدهما: أن لفظ المرسل إنما أطلقوه حقيقة على ما رواه التابعي دون ذكر الصحابي، أما ما رواه مَنْ دون التابعي بمرتبة أو مرتبتين فإنما هو مجاز.

١٦٧



مِن كتب أصول الحديث:

معرفة علوم الحديث وكمية أجناسه

تأليف
أبي عبدالله محمد بن عبدالله الحاكم النيسابوري
ت ٤٠٥ هـ

بتعليقات الحافظين
المؤتمن الساجي والتقي ابن الصلاح

شرح وتحقيق
أحمد بن فارس السلوم

دار ابن حزم

ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"[محدثین کرام نے] اس لفظ[مرسل] کو بالاجماع ایسی حدیث پر بولا ہے جسے کبار تابعین میں سے کوئی نبی ﷺ سے بیان کرے، مثال کے طور پر عبید اللہ بن عدی، بن خیار، یا ابو امامہ سہل بن حنیف، یا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ یا ان جیسا کوئی تابعی یہ کہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"۔ اسی طرح ان سے نچلے درجہ کا کوئی تابعی کہے، مثال کے طور پر: سعید بن مسیب، سالم بن عبد اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، القاسم بن محمد، یا ان جیسا کوئی اور تابعی کہے۔ ایسے ہی علقمہ بن قیس، مسروق بن اجدع، حسن بصری، ابن سیرین، عامر شعبی، سعید بن جبیر، اور ان جیسے دیگر تابعین جنکی صحابہ کرامؓ سے ملاقات، اور مجلس ثابت ہو چکی ہے وہ [نبی ﷺ سے] بیان کریں، تو یہ حدیث اہل علم کے ہاں "مرسل" ہے۔ اور بعض اہل علم کے ہاں اسی

مرسل کے حکم میں ان لوگوں کی روایت ہے جو ان سے بھی نچلے طبقہ کے ہیں مثلاً: ابن شہاب، قتادہ، ابو حازم، یحییٰ بن سعید وغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کریں، اسے بھی کبار تابعین کی مرسل کی طرح "مرسل" ہی کہتے ہیں"۔ (التمہید: ج۱، ص۲۰-۱۹)

فاما المرسـل :

فان هذا الاسم أوقعوه باجماع على حديث التابعـي الكبيـر (37) ، عن النبي صلى الله عليه وسلم ، مثل أن يقول عبيد الله بن عدي بن الخيار (38) ، أو أبو امامة ابن سهل بن حنيف (39) ، أو عبد الله بن عامر بن ربيعة (40) ، ومن كان مثلهم : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .

---

(37) ولد لبعض الصحابة اطفال — في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم — فأتى بهم آباؤهم النبي صلى الله عليه وسلم ليحنكهم ويسميهم ويدعو لهم ، ومات رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهم دون سن التمييز ، فذكروا في الصحابة ، غير ان أحاديثهم عن النبي صلى الله عليه وسلم ، من قبيل المرسل عند النقاد من أهل العلم بالحديث .

ويذكر في كتب معرفة الصحابة قوم من المخضرمين الذين أدركوا الجاهلية والاسلام ، من غير ان تثبت لهم رؤية النبي ، صلى الله عليه وسلم ، ولقاؤه ، سواء أسلموا في حياته أم لا . وهاؤلاء ليسوا صحابة اتفاقا ، وذكرهم في هذه الكتب لمقاربتهم لطبقة الصحابة ، لا لأنهم منهم ، واحاديثهم عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلة بالاتفاق بين أهل العلم بالحديث ، وانظر توضيح الأفكار 282/1 ، 284 ، الاستيعاب 13/1 ، الاصابة 3/1 — 4 .

والكلام على الحديث المرسل في : معرفة علوم الحديث للحاكم 25 ، شرح علوم الحديث للعراقي 55 — 69 ، اختصار علوم الحديث لابن كثير 37 — 40 ، فتح المغيث 67/1 ، توضيح الأفكار 283/1 ، تدريب الراوي 69 — 71 ، شرح البيقونية 71 — 75 نيل الأماني 26 ، ارشاد الفحول للشوكاني 61 ، المستصفى للغزالي 169/1 ، شرح النخبة 109 .

(38) عبيد الله بن عدي بن الخيار بن نوفل بن عبد مناف النوفلي المتوفي في آخر خلافة الوليد . تهذيب التهذيب 36/7 ، الخلاصة 213 . وفي التمثيل به للمرسل نقاش تجده في شرح علوم الحديث 55 .

(39) اشتهر بكنيته ، واسمه : أسعد بن سهل بن حنيف بن واهب الأنصاري الأوسي . عده ابن عبد البر في الاستيعاب 5/4 : من كبار التابعين ، وعلى هذا مثل به للحديث المرسل .

غير ان أبا امامة هذا أدرك النبي صلى الله عليه وسلم فقال قوم من المحدثين بصحبته ، ومن هنا قال الشوكاني تبعا لغيره ان التمثيل به للمرسل فيه نظر .

توفي أبو امامة سنة 100 هـ . تهذيب التهذيب 263/1 ، الاستيعاب 9/4 ، الاصابة 99/1 — 100 ، الخلاصة 38 ، ارشاد الفحول 57 .

(40) عبد الله بن عامر بن ربيعة الأصغر العنزي ، أبو محمد المدني ، المتوفي سنة 85 هـ . عده العجلي في كبار التابعين ، وقال الترمذي وابن حبان انه صحابي ، وعلى انه صحابي بنى الشوكاني اعتراضه على التمثيل به للمرسل أيضا . تهذيب التهذيب 270/5 — 271 ، الاستيعاب 357/1 — 359 ، الاصابة 89/4 (رقم 4769) ، الخلاصة 172 .

وكذلك من دون هاؤلاء ، مثل سعيد بن المسيب ، وسالم بن عبد الله ، وأبي سلمة بن عبد الرحمان (41) ، والقاسم بن محمد ، ومن كان مثلهم .

وكذلك علقمة بن قيس ، ومسروق بن الأجدع ، والحسن ، وابن سيرين (42) ، والشعبي (43) ، وسعيد بن جبير ، ومن كان مثلهم من سائر التابعين الذين صح لهم لقاء جماعة من الصحابة ومجالستهم .

فهذا هو المرسل عند أهل العلم .

ومثله أيضا ، مما يجري مجراه عند بعض أهل العلم ، مرسل من دون هاؤلاء ، مثل حديث ابن شهاب (44) ، وقتادة (45) ، وأبي حازم (46) ، ويحيى ابن سعيد ، عن النبي — صلى الله عليه وسلم — (1) يسمونه مرسلا ، كمرسل كبار التابعين .

---

(41) أبو سلمة بن عبد الرحمان بن عوف الزهري المدني المتوفي سنة 94 ، أو سنة 104 هـ . قيل فيه : انه أحد فقهاء المدينة السبعة . واختلف في اسمه ، فقيل : عبد الله ، وقيل : اسماعيل ، وقيل : اسمه كنيته . الخلاصة 380 .

(42) اسمه : محمد بن سيرين الأنصاري بالولاء ، أبو بكر البصري الامام الشهير . توفي سنة 110 هـ . الوفيات 453/1 ، الخلاصة 280 ، تذكرة الحفاظ 77 — 78 .

(43) اسمه : عامر بن شراحيل بن عبد ذي كبار الحميري ، أبو عمر الكوفي القاضي المتوفي سنة 103 هـ على خلاف . أخبار القضاة لوكيع 413/1 وما بعدها ، الوفيات 244/1 — 245 ، الخلاصة 155 — 156 .

(44) اسمه محمد بن مسلم انظر تهذيب التهذيب 445/9 ، الخلاصة 359 ، والتذكرة 108 .

(45) قتادة بن دعامة بن قتادة انظر الخلاصة 286 ، والوفيات 540/1 ، تهذيب التهذيب 351/8 .

(46) هو سلمة بن دينار انظر التذكرة 133 ، الخلاصة 125 ، توضيح الأفكار 285/1 .

التمهيد

لما في الموطأ من المعاني والأسانيد

تأليف

الإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله

ابن محمد بن عبد البر النمري القرطبي

(368 - 463 هـ)

تحقيق

سعيد أحمد أعراب

1401 هـ — 1981م

التمهيد

لما في الموطأ من المعاني والأسانيد

تأليف

الإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله

ابن محمد بن عبد البر النمري القرطبي

(368 - 463 هـ)

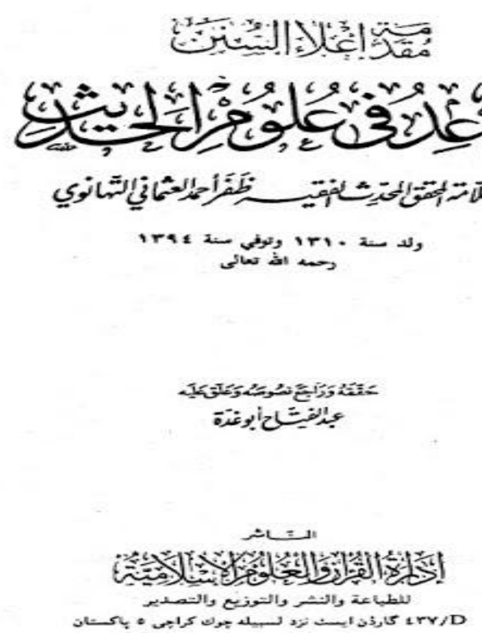
تحقيق

سعيد أحمد أعراب

1401 هـ — 1981م

مرسل احادیث کے حجت ہونے کی دلیل:

صحابہ کرامؓ کی مرسل بالاتفاق حجت ہے اور تابعین کی مرسل احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک حجت ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں مرسل معتضد حجت ہے۔ فرقہ غیر مقلدین کا عجیب حال ہے کہ تابعین کی مراسیل کو حجت نہیں مانتے لیکن تعلیقات بخاری (بخاری کی مراسیل) کو حجت مانتے ہیں۔ اسی طرح اس کی دلیل ہمارے پاس اجماعِ صحابہؓ ہے کیونکہ صحابہؓ اور تابعینؒ کا اس پر اجماع ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی احادیث کو قبول کیا حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست صرف چار احادیث سنی ہیں، باقی تمام مرسل ہیں اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ تو صاف ارشاد فرماتے تھے کہ ہم جو حدیثیں آپ لوگوں سے بیان کرتے ہیں وہ ساری ہم نے نبی پاک ﷺ سے نہیں سنیں بلکہ اور لوگوں سے سن کر حضور ﷺ سے روایت کر دیتے ہیں۔ یہی حال تابعین کا تھا وہ بہت ارسال کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے امام اعمشؒ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنائی۔ امام اعمشؒ نے عرض کیا کہ اسکی سند بیان کرو۔ امام نخعیؒ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کا نام لے کر سند بیان کروں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ سے صرف اسی واسطہ سے سنی ہے اور اگر درمیان کا راوی بیان نہ کروں تو اسکا مطلب ہے کہ میں نے ایک جماعت کے واسطہ سے یہ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ سے سنی ہے۔ اور اجماع کی نقلی دلیل کے علاوہ عقلی دلیل یہ ہے کہ جب ایک تابعی نے ایک بات پورے یقین کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی طرف منسوب کر دی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو یقین یا ظنِ غالب حاصل ہے کہ یہ حضور ﷺ سے ثابت ہے اور اگر اس نے محض ایک جھوٹ حضور پاک ﷺ کی طرف منسوب کر دیا تو ایسے شخص کی دیگر مسند احادیث بھی حجت نہ رہیں گی کیونکہ جو نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول سکتا ہے وہ اپنے استاد پر بھی بطریق اولیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس لئے جب تابعی نے آپ ﷺ کی طرف نسبت کر دی تو اُس کو ثابت مانا جائے گا۔ (مقدمہ اعلاء السنن قواعد فی علوم الحدیث: ص۳۹؛ احیاء السنن: ج۱، ص۴۶-۴۵)



مقدمة إعلاء السنن

قواعد في علوم الحديث

للعلامة المحقق المحدث الفقيه ظفر أحمد العثماني التهانوي

ولد سنة ١٣١٠ وتوفي سنة ١٣٩٤

رحمه الله تعالى

حققه وراجع نصوصه وعلق عليه

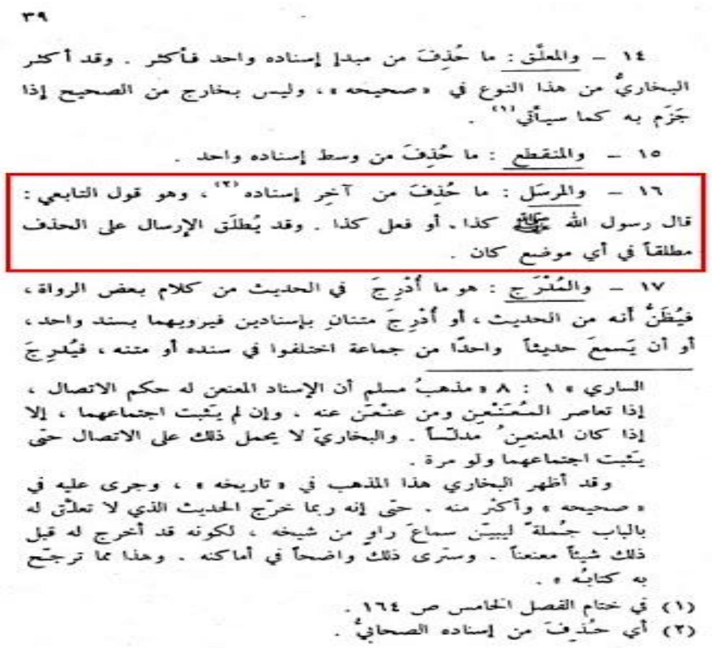
عبد الفتاح أبو غدة

الناشر

إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

للطباعة والنشر والتوزيع والتصدير

٤٣٧/D گارڈن ایسٹ نزد لسبیله چوک کراچی ٥ پاکستان



٣٩

١٤ – والمعلَّق: ما حُذِفَ من مبدإ إسناده واحد فأكثر. وقد أكثر البخاريُّ من هذا النوع في «صحيحه»، وليس بخارج من الصحيح إذا جَزَم به كما سيأتي(١).

١٥ – والمنقطع: ما حُذِفَ من وسط إسناده واحد.

١٦ – والمرسَل: ما حُذِفَ من آخِر إسناده(٢)، وهو قول التابعي: قال رسول الله ﷺ كذا، أو فعل كذا. وقد يُطلَق الإرسال على الحذف مطلقاً في أي موضع كان.

١٧ – والمُدْرَج: هو ما أُدرِجَ في الحديث من كلام بعض الرواة، فيُظَنُّ أنه من الحديث، أو أُدرِجَ متنانِ بإسنادين فيرويهما بسند واحد، أو أن يَسمعَ حديثاً واحدًا من جماعة اختلفوا في سنده أو متنه، فيُدرِجَ

الساري» ١ : ٨ «مذهبُ مسلمٍ أن الإسناد المعنعن له حكم الاتصال، إذا تعاصر المُعَنْعِن ومن عنعَنَ عنه. وإن لم يَثبت اجتماعهما، إلا إذا كان المعنعِنُ مدلّساً. والبخاريّ لا يحمل ذلك على الاتصال حتى يَثبت اجتماعهما ولو مرة.

وقد أظهر البخاري هذا المذهب في «تاريخه»، وجرى عليه في «صحيحه» وأكثر منه. حتى إنه ربما خرّج الحديث الذي لا تعلّق له بالباب جملةً ليبيّن سماعَ راوٍ من شيخه، لكونه قد أخرج له قبل ذلك شيئاً معنعناً. وسترى ذلك واضحاً في أماكنه. وهذا مما ترجّح به كتابُه».

(١) في ختام الفصل الخامس ص ١٦٤.

(٢) أي حُذِفَ من إسناده الصحابيُّ.


احیاء السنن۔ج ۱ ۴۵

مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو

صحابہ کرام کی مرسل بالاتفاق حجت ہے اور تابعین کی مرسل احناف، موالک اور حنابلہ کے ہاں حجت ہے، امام شافعی کے ہاں مرسل معتضد حجت ہے، شوافع کا عجیب حال ہے کہ تابعین کی مراسیل تو حجت نہیں مانتے بخاری کی تعلیقات کو حجت مانتے ہیں

مرسل حدیث سے احتجاج اور رد میں علماءِ دین کے مختلف مذاہب اور اقوال

”فأما القابلون له المحتجون به فهم مالك وأبو حنيفة وجمهور أصحابهما وأكثر المعتزلة وهو أحد الروايتين عن أحمد بن حنبل رحمه الله وهؤلاء لهم في قبوله أقوال“۔

”وثانيها: قبول مراسيل التابعين واتباعهم مطلقا إلا أن يكون المرسل عرف بلإرسال عن غير الثقات فإنه لا يقبل مرسله وأما بعد العصر الثالث فإن كان المرسل من أئمة النقل قبل مرسله وإلا فلا وهو قول عيسى بن إبان واختيار أبي بكر الرازي والبزدوي وأكثر المتأخرين من الحنفية وقال القاضي عبد الوهاب المالكي هذا هو الظاهر من المذهب عندي“۔

”وثالثها: اختصاص القبول بالتابعين فيما أرسلوه على اختلاف طبقاتهم وهذا هو الذي يقول به مالك وجمهور أصحابه وأحمد بن حنبل وكل من يقبل المرسل من أهل الحديث ثم من ألحق بالمرسل ما سقط في أثناء إسناده رجل واحد غير الصحابي يقبله أيضا كما يقبل المرسل وهو مقتضى مذهب المالكية في احتجاجهم ببلاغات الموطأ ومنقطعاته وهو الذي أضافه أبو الفرج القاضي إلى مالك ونصره ورابعها: اختصاص القبول بمراسيل كبار التابعين دون صغارهم الذين تقل روايتهم عن الصحابة كما حكاه ابن عبد البر فيما تقدم“۔

"ثم اختلف هؤلاء القائلون له في طبقته فمنهم من بالغ فيه حتى قال هو أعلى من المسند وأرجح منه لأن من أسند الحديث فقد أحالك على إسناده والنظر في أحوال رواته والبحث عنهم ومن أرسل منهم حديثا مع علمه ودينه وإمامته وثقته فقد قطع لك على صحته وكفاك النظر فيه وهذا قول كثير من الحنفية وبعض المالكية فيما حكى ابن عبد البر عنهم".

"وقال آخرون: لا فرق بين المرسل والمسند بل هما سواء في وجوب الحجة والاستعمال وهو قول محمد بن جرير الطبري وأبي الفرج المالكي وأبي بكر الأبهري أحد أئمة المالكية أيضا وعند هؤلاء أنه متى تعارض مدلول حديثين واحدهما مرسل والآخر مسند فلا ترجيح بالإسناد على الإرسال بل بأمر آخر وهو غلو قريب من الذي قبله".

"وقال أكثر المالكية والمحققون من الحنفية كأبي جعفر الطحاوي وأبي بكر الرازي بتقديم المسند على المرسل عند التعارض وإن المرسل وإن كان يحتج به ويوجب العمل ولكنه دون المسند".

"قال ابن عبد البر وشبهوا ذلك بالشهود يكون بعضهم أفضل حالا من بعض وأقعد وأتم معرفة وإن كان الكل عدو لا جائزين الشهادة قال أنه لا يرسل إلا عن ثقة مشهور أو من هو من الصحابة رضي الله عنهم وهو الغالب وحسبك أن ابن عمر رضي الله عنهما كان يسأله عن قضايا أبيه مع طول صحبته له وملازمته إياه وابن المسيب لم يسمع منه".

"بقي النظر في أن ذلك هل هو مختص بابن المسيب أم يتعدى إلى من كان مثله والذي يظهر ولا بد أن من كان مثل ابن المسبي وعرف من عادته أنه لا يرسل إلا عن عدل مشهور فمراسليه يحتج بها وإن لم يعتضد كما تقدم من قول الإمام أبي نصر بن الصباغ وهذا هو اختيار المحققين كما تقدم ولا شك أن القول بقصر هذا الحكم على ابن المسيب ظاهرية محضة لا وجه له".

"وقد تحصل من جميع ما تقدم نقله في الحديث المرسل مذاهب متعددة أحدها رده مطلقا حتى مراسيل الصحابة وهذا قول الأستاذ أبي اسحاق".

"وثانيها: قبول مراسيل الصحابة ورد ما عداها مطلقا".

"وثالثها: قبول مراسيل كبار التابعين مطلقا ورد ما عداها".

"ورابعها: قبول مراسيل التابعين كلهم على اختلاف طبقاتهم دون من بعدهم".

"وخامسها: قبول مراسيل التابعين وأتباعهم دون من بعدهم وهذا اختيار أكثر الحنفية".

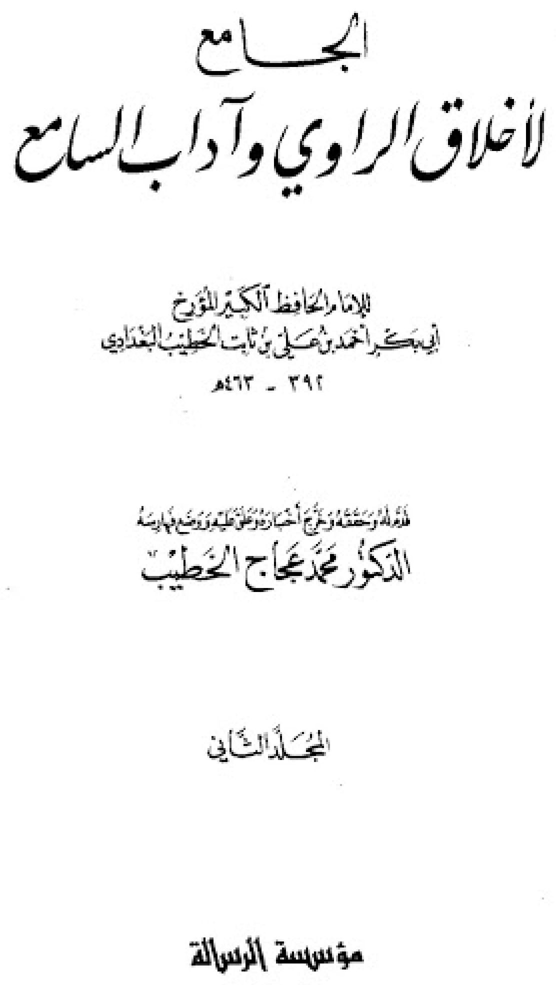
"وسادسها: قبول المرسل مطلقا وإن كان من أهل هذه الأعصار وهو توسع بعيد جدا غير مرض".

"وسابعها: إن كان المرسل عرف من عادته أنه لا يرسل إلا عن ثقة مشهور قبل وإلا فلا وهو المختار كما سنقرره إن شاء الله تعالى"۔(جامع التحصیل فی احکام المراسیل: الباب الثانی فی ذکر مذاهب العلماء فی قبول الحديث المرسل والاحتجاج به أو رده، ص۳۳، ۳۴، ۴۸)

مرسل حدیث کے حجت ہونے کی تائید میں علماء دین کے مختلف مذاہب اور اقوال

۱۔ امام ابن الجوزیؒ اپنی کتاب التحقیق میں اور محدث خطیب بغدادیؒ اپنی تالیف الجامع فی اداب الراوی والسامع میں امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کرتے ہیں: "رِبمَا كَانَ الْمُرْسَلُ أَقْوَى مِنَ الْمُسْنَدِ"۔ "بسا اوقات حدیث مرسل مسند سے قوی تر ہوتی ہے"۔ "وَرُبَّمَا كَانَ الْمُنْقَطِعُ أَقْوَى إِسْنَادًا وَأَكْبَرُ"۔ "بسا اوقات منقطع اسناد قوی تر ہوتی ہیں"۔(شرح نقایہ: ج۱، ص۱،۲، طبع ہند)

(الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب البغدادی: ج۲، باب وَ أَمَّا الْاَحَادِيثُ الْمُرْسَلَاتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ، ص۲۸۰)



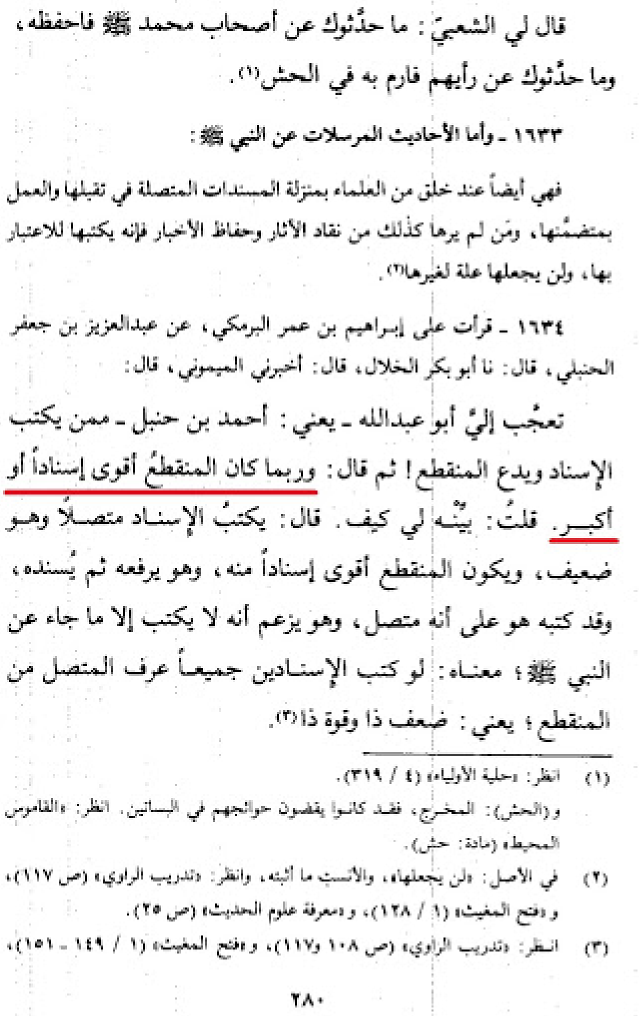
الجامع
لأخلاق الراوي وآداب السامع

للإمام الحافظ الكبير المؤرخ
أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣هـ

قدم له وحققه وخرج أخباره وعلق عليه ووضع فهارسه
الدكتور محمد عجاج الخطيب

المجلد الثاني

مؤسسة الرسالة



قال لي الشعبيّ: ما حدّثوك عن أصحاب محمد ﷺ فاحفظه، وما حدّثوك عن رأيهم فارم به في الحش(١).

١٦٣٣ ـ وأما الأحاديث المرسلات عن النبي ﷺ:

فهي أيضاً عند خلق من العلماء بمنزلة المسندات المتصلة في تقبلها والعمل بمتضمَّنها، ومَن لم يرها كذلك من نقاد الآثار وحفاظ الأخبار فإنه يكتبها للاعتبار بها، ولن يجعلها علة لغيرها(٢).

١٦٣٤ ـ قرأت على إبراهيم بن عمر البرمكي، عن عبدالعزيز بن جعفر الحنبلي، قال: نا أبو بكر الخلال، قال: أخبرني الميموني، قال:

تعجّب إليّ أبو عبدالله ـ يعني: أحمد بن حنبل ـ ممن يكتب الإسناد ويدع المنقطع! ثم قال: وربما كان المنقطعُ أقوى إسناداً أو أكبر. قلتُ: بيّنه لي كيف. قال: يكتبُ الإسناد متصلاً وهو ضعيف، ويكون المنقطع أقوى إسناداً منه، وهو يرفعه ثم يُسنده، وقد كتبه هو على أنه متصل، وهو يزعم أنه لا يكتب إلا ما جاء عن النبي ﷺ؛ معناه: لو كتب الإسنادين جميعاً عرف المتصل من المنقطع؛ يعني: ضعف ذا وقوة ذا(٣).

(١) انظر: «حلية الأولياء» (٤ / ٣١٩).
و(الحش): المخرج، فقد كانوا يقضون حوائجهم في البساتين. انظر: «القاموس المحيط» (مادة: حش).
(٢) في الأصل: «لن يجعلها»، والأنسب ما أثبته، وانظر: «تدريب الراوي» (ص ١١٧)، و«فتح المغيث» (١ / ١٢٨)، و«معرفة علوم الحديث» (ص ٢٥).
(٣) انظر: «تدريب الراوي» (ص ١٠٨ و١١٧)، و«فتح المغيث» (١ / ١٤٩ ـ ١٥١)، =

٢٨٠

۲۔ "(وَاحْتَجَّ) الْإِمَامُ (مَالِكٌ) هُوَ ابْنُ أَنَسٍ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ وَ (كَذَا) الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ (النُّعْمَانُ) بْنُ ثَابِتٍ (وَتَابِعُوهُمَا) الْمُقَلِّدُونَ لَهُمَا، وَالْمُرَادُ الْجُمْهُورُ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ، بَلْ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ، وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ حَكَاهَا النَّوَوِيُّ وَابْنُ الْقَيِّمِ وَابْنُ كَثِيرٍ وَغَيْرُهُمْ۔ وَحَكَاهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ عَنْ كَثِيرِينَ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ"۔ "(حجت ہے) امام (مالکؒ

)ابن انس سے مشہور ہے اور (ان کے ساتھ ساتھ) امام ابو حنیفہؒ (نعمان) بن ثابت (اوران کے پیروکاروں) مقلدین سے، یعنی دونوں فریقوں کے جمہور ناظرین اور جماعت محدثین سے اور امام احمدؒ کی ایک روایت سے جسے حکایت کیا ہے امام نوویؒ نے، ابن القیمؒ، ابن کثیرؒ وغیرہ سے۔ اور اس بات کو حکایت کیا ہے شرح المہذب میں امام نوویؒ نے اکثر فقہاء سے"۔ (فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث: ص۲۴۶)

۳۔امام ابوداوٗدؒ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ: "وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي رِسَالَتِهِ: وَأَمَّا الْمَرَاسِيلُ فَقَدْ كَانَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ يَحْتَجُّونَ بِهَا فِيمَا مَضَى، مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ حَتَّى جَاءَ الشَّافِعِيُّ فتكلم فِي ذَلِك، وَتَابعه عليه أَحْمد بن حَنْبَل وَغَيره"۔ "مراسیل روایات سے گذشتہ زمانوں میں اکثر علماء دلیل لیا کرتے تھے۔ مثلاً (امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ) جب امام شافعیؒ آئے تو انہوں نے اس میں کلام کیا اوراسی طرح احمد بن حنبلؒ وغیرہ کے بعد والوں سے"۔ (فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث: ص۲۴۶)

المرسلُ ۲۴۶ فتح المغيث بشرح ألفية الحديث

۱۲۲ (واحتجَّ) الإمامُ (مالك) هو ابن أنس في المشهور عنه[(۱)]، و(كذا) الإمامُ أبو حنيفة (النعمان) بن ثابت[(۲)] (وتابعوهما) المقلِّدون لهما، والمراد الجمهورُ من الطائفتين[(۳)]، بل وجماعة من المحدثين والإمامُ أحمد في رواية حكاها النووي[(٤)] وابن القيم[(٥)] وابن كثير[(٦)] وغيرهم[(۷)].

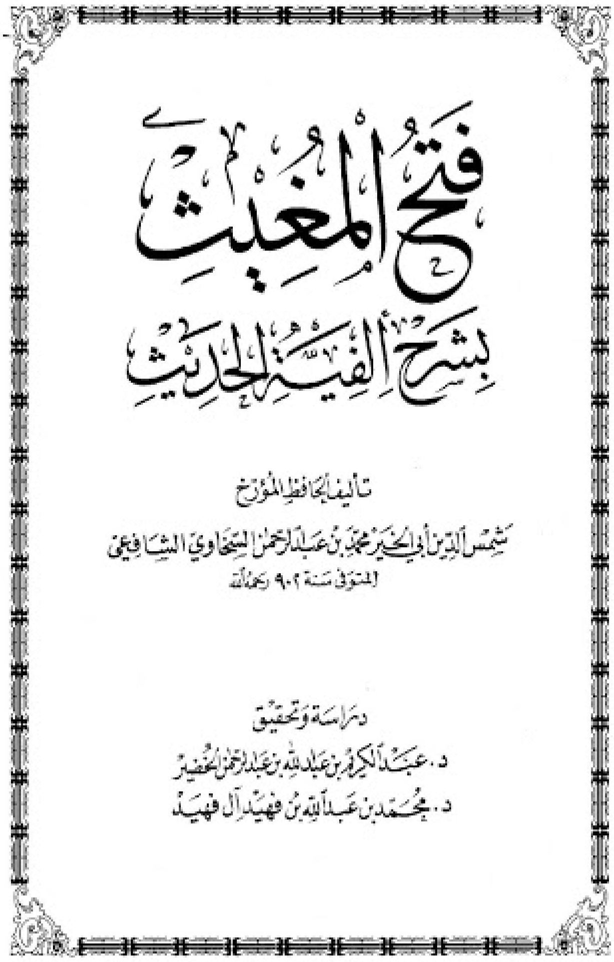
(به) أي: بالمرسل (ودانوا) بمضمونه، أي: جعل كلٌّ واحد منهم ما هو عنده مرسل ديناً يدين به في الأحكام وغيرها، وحكاه النووي في «شرح المهذب» عن كثيرين من الفقهاء أو أكثرهم، قال: ونقله الغزاليُّ عن الجماهير[(۸)].

وقال أبو داود في رسالته: وأما المراسيلُ فقد كان أكثرُ العلماء يحتجون بها فيما مضى، مثل سفيان الثوري ومالك والأوزاعي، حتى جاء الشافعي ﷺ فتكلَّم في ذلك، وتابعه عليه أحمدُ وغيره. انتهى[(۹)].

وكأنَّ من لم يذكر أحمد في هذا الفريق، رأى ما في الرسالة[(۱۰)] أقوى، مع ملاحظة صنيعه في «العلل» كما سيأتي قريباً[(۱۱)]، وكونه يعمل بالضعيف الذي يندرج فيه المرسل، فذاك إذا لم يجد في الباب غيره، كما تقدم[(۱۲)].

ثم اختلفوا أهُو أعلى من المسند أو دونه أو مثله؟ وتظهرُ فائدةُ الخلاف

(۱) «التمهيد» لابن عبد البر (۱/ ۲)، و«عارضة الأحوذي» لابن العربي (۲/ ۵۰، ۲۳۷) لكن قال ابن العربي في العارضة (۱/۲٤٦): تحقيق مذهب مالك أنه لا تقبل إلا مراسيل أهل المدينة. اهـ.
(۲) انظر: «فواتح الرحموت» (۲/ ۱۷٤)، وحاشية السندي على النسائي (۱/ ۱۰٤).
(۳) «جامع التحصيل» (ص۲۷)، و«شرح علل الترمذي» لابن رجب (۱/ ۲۹٦).
(٤) في «المجموع» (۱/ ٦۰). (٥) في «إعلام الموقعين» (۱/ ۳۱).
(٦) في «اختصار علوم الحديث» (ص٤۸).
(۷) انظر: «المسودة» (ص۲۵۰)، و«شرح الكوكب المنير» (۲/ ۵۷٦).
(۸) «المجموع» (۱/ ٦۰)، و«المستصفى» (۱/ ۱٦۹).
(۹) «رسالة أبي داود إلى أهل مكة» (ص۲٤).
(۱۰) يعني «رسالة أبي داود». (۱۱) (ص۲۵۲).
(۱۲) (ص۱٤۷) وما بعدها.


فتحُ المغيثِ بشرحِ ألفيةِ الحديثِ
تأليف الحافظ المؤرخ
شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي الشافعي
المتوفى سنة ۹۰۲ رحمه الله
دراسة وتحقيق
د. عبد الكريم بن عبد الله بن عبد الرحمن الخضير
د. محمد بن عبد الله بن فهيد آل فهيد

۴۔ "الْمَرَاسِيلُ حُجَّةٌ مُطْلَقاً، فَقَدْ نُقِلَ عَنْ مَالِكٌ، وَأَبِي حنيفَة، وَأَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ حَكَاهَا النَّوَوِيُّ، وَابْنُ الْقَيِّمِ، وَابْنُ كَثِيرٍ وَغَيْرُهُمْ۔ وَحَكَاهُ النَّوَوِيُّ أيضاً فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ عَنْ كَثِيرِينَ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ"۔ "مرسل مطلقاً حجت ہے۔ یہ

بات منقول ہے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ کی ایک روایت سے جسے حکایت کیا ہے امام نوویؒ نے، ابن القیمؒ، ابن کثیرؒ وغیرہ سے۔ اور اس کے علاوہ حکایت کیا ہے شرح المہذب میں امام نوویؒ نے اکثر فقہاء سے "۔(المراسیل مع اسانید للامام ابی داوٗد: ص ۲۷)



المراسيل
مع الأسانيد
للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني
٢٠٢ - ٢٧٥هـ
دراسة وتحقيق
الشيخ عبدالعزيز عزالدين السيروان
دار القلم

وقال مسلم في مقدمة صحيحه

« والمرسل من الروايات في أصل قولنا : وقول أهل العلم بالاخبار ، ليس بحجة » .

قال النووي : « ودليلنا في ردّ العمل به ، أنه اذا كانت رواية المجهول المسّمى لا تقبل لجهالة حاله ، فرواية المرسل أولى ، لأن المروي عنه محذوف مجهول العين والحال » .

قال الحافظ في «شرح النخبة» ص ١٧ : «وإنما ذكر - المرسل - في قسم المردود للجهل بحال المحذوف ، لانه يحتمل ان يكون صحابياً ، ويحتمل ان يكون تابعياً ، وعلى الثاني يحتمل ان يكون ضعيفاً ، ويحتمل ان يكون ثقة ، وعلى الثاني يحتمل ان يكون حمل عن صحابي ، ويحتمل ان يكون حمل عن تابعي آخر ، وعلى الثاني فيعود الاحتمال السابق ، ويتعدد .

أما بالتجويز العقلي فإلى ما لا نهاية له ، وأما بالاستقراء فإلى ستة أو سبعة ، وهو أكثر ما وجد من رواية بعض التابعين عن بعض » .

وأما المذهب الثاني [١] :

وهو من قال : « المرسل حجة مطلقاً » فقد نُقِلَ عن مالك ، وأبي حنيفة ، وأحمد في رواية حكاها النووي ، وابن القيم ، وابن كثير ، وغيرهم . وحكاه النووي أيضاً في شرح المهذّب عن كثيرين من الفقهاء أو أكثرهم . قال : « ونقله الغزالي عن الجماهير » . قال القرافي في شرح التنقيح [٢] : « حجة الجواز أن سكوته عنه مع عدالة الساكت ، وعلمه أن روايته يترتب عليها شرع عام ، فيقتضي ذلك أنه ما سكَتَ عنه إلا وقد جزم بعدالته ، فسكوته كإخباره بعدالته ، وهو لو زكّاه عندنا ، قبلنا تزكيته ، وقبلنا روايته ؛ فكذلك سكوته عنه ، حتى

١ - المصدر نفسه ١٤٣ - ١٤٥ .
٢ - ص ١٦٤ ، طبع القاهرة ١٣٠٦ هـ المطبعة الخيرية .

٢٧

۵۔حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ: "وَاحْتَجَّ بِالْمَرَاسِيلُ أَبُوحَنِيفَةَ وَأَصْحَابُہ، وَمَالِكٍ وَأَصْحَابُہ، وَكَذَا الشَّافِعِي وَأَحْمَدُ وَأَصْحَابَہما"۔ "مرسل روایات سے دلیل پکڑتے ہیں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب، امام مالکؒ اور ان کے اصحاب، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور ان کے اصحاب بھی"۔(المراسیل مع اسانید للامام ابی داوٗد: ص ۳۹)

منها أخبرَ عن الله وملائكته وخلقه للعالم ، وقصة آدم ويوسف وغيرهما من قصص الأنبياء عليهم السلام بمثل ما أخبر به الآخر . مع العلم بأنّ واحداً منهما لم يستفدْ من الآخر . وأنّه يمتنع في العادة تماثل الخبرين الباطلين في مثل ذلك ، فإن مَنْ أخبر بأخبار كثيرة مفصلة دقيقة عن غير معين ، لو كان مُبطلاً في خبره لاختلف خبره ، لامتناع أنْ مبطلاً يختلق ذلك من غير تفاوت . لا سيما في أمورٍ لا تهتدي العقولُ إليها ، بل ذلك يبينُ أنّ كلاً منهما أخبر بعلمٍ وصدقٍ .

وهذا مما يعلمه الناس من أحوالهم ، فلو جاء رجل من بلدٍ ، وأخبر عن حوادث مفصلة حدثت فيه . تنتظم أقوالاً وأفعالاً مختلفة ، وجاء من علمنا انه لم يواطئه على الكذب فحكى مثلَ ذلك ، عُلم قطعاً أن الأمر كان كذلك . فإن الكذب قد يقع في مثل ذلك ، لكن على سبيل المواطأة وتلقي بعضهم عن بعض ، كما يتوارث أهل الباطل المقالات الباطلة ، مثل مقالة (المسيحيون) والرافضة ، فإنها وإن كان يُعلم بضرورة العقل أنها باطلة ، لكنها تلقاها بعضهم عن بعض ، فلما تواطؤوا عليها جاز اتفاقهم فيها على الباطل .

والجماعة الكثيرون يجوز اتفاقهم على جحد الضروريات ، على سبيل التواطؤ إما عمداً للكذب ، وإما خطأ في الاعتقاد ، وأما اتفاقهم على جحد الضروريات من دون هذا وهذا فممتنع » .

جمع المحدّث الشيخ عبد الفتاح أبي غدّة في مسألة المرسل[١]

فمما قاله :

قال الحافظ ابن رجب الحنبلي رحمه الله تعالى : « واحتج بالمرسل أبو حنيفة وأصحابه ، ومالك وأصحابه ، وكذا الشافعي وأحمد وأصحابهما :

١ ـ انظر حاشية على « قواعد في علوم الحديث » للتهانوي ص ١٤٣ ـ ١٤٦ .

٣٩

المراسيل

مع الأسانيد

للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

٢٠٢ ـ ٢٧٥هـ

دراسة وتحقيق

الشيخ عبد العزيز عز الدين السيروان

دار القلم

بيروت ـ لبنان

٦۔ حافظ ذہبیؒ نے امام اوزاعیؒ کے متعلق لکھا کہ:"قُلْتُ: يُرِيْدُ: أَنَّ الأَوْزَاعِيَّ حَدِيْثُه ضَعِيْفٌ مِنْ كَوْنِهِ يَحتجُّ بِالمَقَاطِيْعِ، وَبِمَرَاسِيْلِ أَهْلِ الشَّامِ"۔"وہ مقطوعات اور اہل شام کے مراسیل سے استدلال کرتے تھے"۔(سیر اعلام النبلاء:ج۷،ص۱۱۴)

قلتُ: يريدُ أنّ الأوزاعيَّ حديثُه ضعيفٌ من كونه يَحْتَجُّ بالمقاطيع، وبمراسيل أهلِ الشّام، وفي ذلك ضَعف، لا أن الإمام في نفسه ضعيف.

قال الوليد بن مُسْلم: رأيتُ الأوزاعي يَثْبُت في مصلّاه، يذكر الله حتى تَطْلُعَ الشمسُ، ويُخبرنا عن السَّلف: أنَّ ذلك كان هدْيَهم، فإذا طَلَعتِ الشّمس، قامَ بعضُهم إلى بعضٍ، فأفاضُوا في ذِكرِ الله، والتّفقُّهِ في دينه.

عمَر بن عبدِ الواحد: عنِ الأوزاعي،قالَ: دَفَعَ إليَّ الزُّهري صحيفة، فقال: ارْوِها عني. ودفع إلى يحيى بن أبي كثير صحيفة، فقال: اروها عني.

فقال ابن ذَكْوان: حدّثنا الوليدُ قال: قالَ الأوزاعي: نعملُ بها، ولا نُحدِّث بها. يعني الصّحيفة.

قال الوليد: كان الأوزاعي يقولُ: كانَ هذا العلمُ كريماً، يتلاقاه الرِّجالُ بينهم، فلمّا دخلَ في الكُتُب، دَخَل فيه غيرُ أهله. وروى مثلَها ابنُ المبارك، عن الأوزاعي.

ولا ريب أن الأَخْذَ من الصُّحُف وبالإجازة يقعُ فيه خَلَلٌ، ولا سيّما في ذلك العصرِ، حيثُ لم يكن بعدُ نَقْطٌ ولا شَكْل، فتتصحّفُ الكلمةُ بما يُحيل المعنى، ولا يقعُ مثلُ ذلكَ في الأخذِ منْ أفواه الرِّجالِ، وكذلكَ التّحديثُ من الحفظِ يقع فيه الوهَم، بخلاف الرِّواية من كتاب مُحَرَّر[١].

محمد بن عوف: حدّثنا هشام بن عمّار: سمعتُ الوليدَ يقولُ: احترقتْ

(١) ولهذا كان العلماء لا يعتدون بعلم الرجل إذا كان مأخوذاً عن الصحف، ولم يتلق من طريق الرواية والمذاكرة والدرس والبحث. وإلى مثل هذا أشار ابن سلام في مقدمة «طبقاته» عندما كان يتحدث عن أسباب نحل الشعر التي منها الأخذ عن الصحف دون الرواية فقال (٤/١): «وقد تداوله [أي الشعر] قوم من كتاب إلى كتاب، لم يأخذوه عن أهل البادية، ولم يعرضوه على العلماء. وليس لأحد إذا أجمع أهل العلم والرواية الصحيحة على إبطال شيء منه، أن يقبل من صحيفة، ولا يروى عن صَحَفي».

١١٤

سِيَرُ أعلام النُّبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء السابع

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

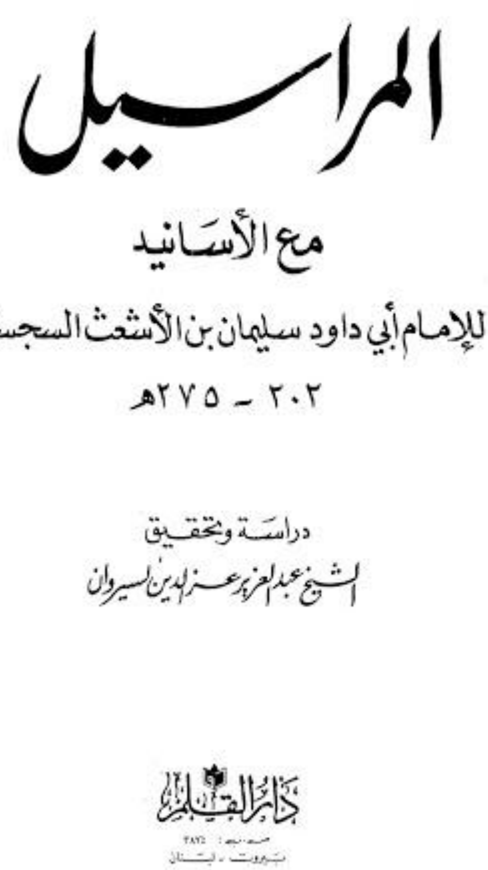
حقق هذا الجزء

علي أبو زيد

۷۔ حسن بصریؒ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: ”اذا اجتمع اربعة من الصحابة على حديث ارسلته“۔ ”جب صحابہ میں چار لوگ کسی حدیث پر جمع ہو جائیں تو اسے مرسل رکھتا ہوں“۔ (مالک حیاتہ وعصرہ وآراءہ وفقہہ، ص۲۹۶، ابوزہرہ، قاہرہ)

۸۔ حسن بصریؒ ہی سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب میں تم سے کہوں کہ مجھ سے بیان کیا فلاں نے تو وہ حدیث ہے اور کچھ نہیں اور جب میں کہوں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے اسے ۷۰ یا اس سے زیادہ لوگوں سے سنا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ”وَقاَأما الْمَرَاسِيل فقد كَانَ يحْتَج بهَا الْعلمَاء فِيمَا مضى مثل سُفْيَان الثَّوْرِيّ وَمَالك بن أنس وَالْأَوْزَاعِيّ حَتَّى جَاءَ الشَّافِعِي فَتكلم فِيهَا وَتَابعه على ذَلِك أَحْمد بن حَنْبَل وَغَيره رضوَان الله عَلَيْهِم“۔ ”مراسیل روایات سے گذشتہ زمانوں میں علماء احتجاج کیا کرتے تھے۔ مثلاً (امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ) جب امام شافعیؒ آئے تو انھوں نے مرسل کی حجیّت میں کلام کیا اور اسی طرح احمد بن حنبلؒ وغیرہ کے بعد والوں سے“۔ (المراسیل مع اسانید للامام ابی داؤد: ص۲۵)


المراسيل

مع الأسانيد

للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

٢٠٢ - ٢٧٥هـ

دراسة وتحقيق

الشيخ عبد العزيز عز الدين السيروان

دار القلم

بيروت - لبنان


المرسل

١ وَالاحتجاج بهِ عندَ أبي دَاوُد

المراسيل(١) : فقد كان يحتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثوري(٢) ومالك بن أنس(٣) والأوزاعي(٤) حتى جاء الشافعي(٥) فتكلم فيها ، وتابعه على ذلك أحمد بن حنبل(٦) وغيره رضوان الله عليهم .

فإذا لم يكن مسند غير المراسيل ، ولم يوجد المسند ، فالمرسل يحتج به ، وليس هو مثل المتصل في القوة .

حكم المراسيل :

وما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من المراسيل ، منها : ما لا يصح ، ومنها : ما هو مسند عن غيره وهو متصل صحيح .

(١) عن القاسمي

٢ - ٣ - ٤ - ٥ - ٦ - ستأتي ترجمة لكل واحد منهم داخل الكتاب .

٢٥

۱۰۔ تمام تابعین کرامؒ بھی اس کی حجیت کے قائل ہیں چنانچہ علامہ ابن جریرؒ فرماتے ہیں: ”وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَأَجْمَعَ التَّابِعُونَ بِأَسْرِهِمْ عَلَى قَبُولِ الْمُرْسَلِ، وَلَمْ يَأْتِ عَنْهُمْ إِنْكَارُهُ، وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بَعْدَهُمْ إِلَى رَأْسِ الْمِائَتَيْنِ۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: كَأَنَّهُ يَعْنِي أَنَّ الشَّافِعِيَّ أَوَّلُ مَنْ رَدَّهُ“۔ ”تابعین سب کے سب اس امر پر متفق تھے کہ مرسل قابل احتجاج ہے۔ تابعین سے لے کر دوسری صدی کے آخر تک ائمہ میں سے کسی شخص نے مرسل کے قبول کرنے کا انکار نہیں کیا۔ امام ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ

گویاامام شافعیؒ ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مرسل کے ساتھ احتجاج کا انکار کیاہے"۔(تدریب الراوی: ص۲۲۳؛منیۃ الالمعی: ص۲۷؛توجیہہ النظر: ص۲۴۵؛ومقدمہ فتح الملھم: ص۳۴)



(٩) المرسل ٢٢٣

الفقهاءِ وأصحابِ الأصولِ . وقالَ مالِكٌ ، وأبو حَنيفة في طائِفةٍ : صَحيحٌ ، فإنْ صَحَّ مُخرجُ المُرسلِ بِمجيئِهِ مِنْ وجْه آخرَ مُسْنَداً أو مُرسلاً أرْسلهُ مَنْ

الأصول) .

والنظر للجهل بحال المحذوف ، لأنه يحتمل أن يكون غير صحابي ، وإذا كان كذلك ، فيحتمل أن يكون ضعيفاً ، وإن اتفق أن يكون المُرسِلُ (ق ٦٦/ب) لا يروي إلا عن ثقة ، فالتوثيق مع الإبهام غير كاف كما سيأتي ، ولأنه إذا كان المجهول المسمى لا يقبل ، فالمجهول المسمى(١) عيناً وحالاً أولى .

(وقال مالك) في المشهور عنه ، (وأبو حنيفة في طائفة) ، منهم أحمد في المشهور عنه (صحيح) .

قال المصنف في شرح المهذب(٢) : وقيد ابن عبد البر ، وغيره ذلك بما إذا لم يكن مُرسِلُه ممن لا يحترز ، ويرسل عن غير الثقات ، فإن كان فلا خلاف في رده .

وقال غيره : محل قبوله عند الحنفية ، ما إذا كان مرسله من أهل القرون الثلاثة الفاضلة ، فإن كان من غيرها فلا ، لحديث « ثم يفشو الكذب » صححه النسائي .

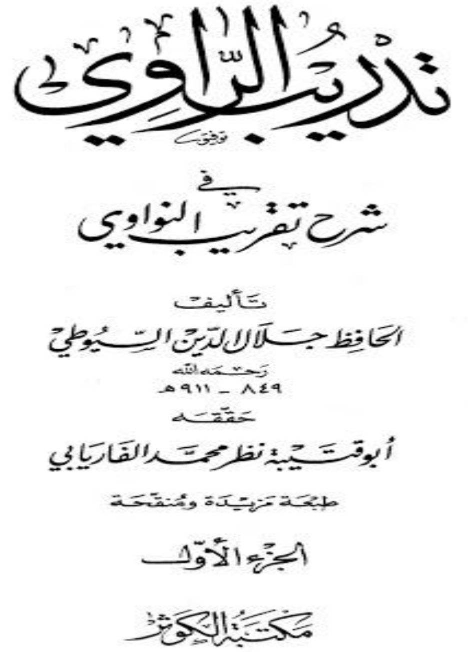
وقال ابن جرير(٣) : وأجمع التابعون بأسرهم على قبول المرسل ، ولم يأت عنهم إنكاره ، ولا عن أحد من الأئمة بعدهم إلى رأس المائتين .

قال ابن عبد البر : كأنه يعني أن الشافعي أول من رده ، وبالغ بعضهم فقواه على المسند .

وقال : من أسند فقد أحالك ، ومن أرسل فقد تكفل لك .

(فإن صح مخرج المرسل بمجيئه) ، أو نحوه (من وجه آخر مسنداً أو مرسلاً

(١) لا يوجد في ح .
(٢) المجموع (٦٠/١) .
(٣) التمهيد (٤/١) .



۱۱۔"ومذهب مالك وأبى حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعى أنه اذا انضم إلى المرسل ما يعضده احتج به وذلك بأن يروى أيضا مسندا أو مرسلا من جهة أخرى أو يعمل به بعض الصحابة أو أكثر العلماء"۔"امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ اور اکثر فقہاء کا مذہب ہے کہ مرسل قابل احتجاج ہے اورامام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مرسل کے ساتھ کوئی تقویت کی چیز مل جائے تو وہ حجت ہو گا، مثلاً یہ کہ وہ مسنداً بھی مروی ہو یا دوسرے طریق سے وہ مرسل روایت کیا گیاہو یا بعض حضرات صحابہ کرامؓ یا اکثر علماء نے اس پر عمل کیاہو"۔(مقدمہ نووی بر شرح مسلم: ج۱، ص۲۹)



٢٩		مقدمة الإمام النووي ١٨- باب مصطلحات يتداولها أهل الحديث			

وزادت فيها ليحتجوا بها والسابعة قوم مجهولون انفردوا بروايات لم يتابعوا عليها فقبلهم قوم و وقفهم آخرون هذا كلام الخطابي.

فأما قوله ان أهل البدع والأهواء الذين لا يدعون اليها، ولا يغلون فيها يقبلون بلا خلاف، فليس كما قال، بل فيهم خلاف.

وكذلك في الدعاة خلاف مشهور سنذكرهما قريبا - إن شاء الله تعالى - حيث ذكره الإمام مسلم رحمه الله.

وأما قوله في المجهولين خلاف، فهو كما قال، وقد أهمل الحاكم بهذا النوع من المختلف فيه، ثم المجهول أقسام مجهول العدالة ظاهرا وباطنا ومجهولا باطنا مع وجودها ظاهرا، وهو المستور ومجهول العين، فأما الاول فالجمهور على أنه لا يحتج به، وأما الآخران فاحتج بهما كثيرون من المحققين.

وأما قول الحاكم إن من لم يرو عنه إلا راو واحد فليس هو من شرط البخاري ومسلم فمردود غلطه الأئمة فيه.

بإخراجهما حديث المسيب بن حزن والد سعيد بن المسيب في وفاة أبي طالب لم يرو عنه غير ابنه سعيد.

وبإخراج البخاري حديث عمرو بن تغلب اني لأعطي الرجل والذي أدع أحب إلي لم يرو عنه غير الحسن.

وحديث قيس بن أبي حازم عن مرداس الاسلمي يذهب الصالحون لم يرو عنه غير قيس.

وبإخراج مسلم حديث رافع بن عمرو الغفاري لم يرو عنه غير عبد الله بن الصامت.

وحديث ربيعة بن كعب الاسلمي لم يرو عنه غير أبي سلمة ونظائر في الصحيحين لهذا كثيرة، والله أعلم.

وأما الأقسام المختلف فيها فسأعقد في كل واحد منها فصلا - إن شاء الله تعالى - ليكون أسهل في الوقوف عليه هذا ما يتعلق بالصحيح.

وأما الحسن، فقد تقدم قول الخطابي - رحمه الله - أنه ما عرف مخرجه واشتهر رجاله.

وقال أبو عيسى الترمذي الحسن ما ليس في إسناده من يتهم وليس بشاذ وروي من غير وجه.

وضبط الشيخ الإمام أبو عمرو بن الصلاح - رحمه الله - الحسن، فقال هو قسمان أحدهما الذي لا يخلو إسناده من مستور لم تتحقق أهليته، وليس كثير الخطأ فيما يرويه، ولا ظهر منه تعمد الكذب، ولا سبب آخر مفسق، ويكون متن الحديث قد عرف بأن روي مثله أو نحوه من وجه آخر القسم الثاني أن يكون راويه من المشهورين بالصدق والأمانة، ولم يبلغ درجة رجال الصحيح لقصوره عنهم في الحفظ والإتقان إلا أنه مرتفع عن حال من يعد تفرده منكراً.

قال وعلى القسم الأول يتنزل كلام الترمذي، وعلى الثاني كلام الخطابي فاقتصر كل واحد منهما على قسم رآه خفيا، ولا بد في القسمين من سلامتهما من الشذوذ والعلة، ثم الحسن، وإن كان دون الصحيح، فهو كالصحيح في جواز الاحتجاج به والله أعلم.

وأما الضعيف، فهو ما لم يوجد فيه شروط الصحة، ولا شروط الحسن وأنواعه كثيرة منها الموضوع والمقلوب والشاذ والمنكر والمعلل والمضطرب، وغير ذلك.

ولهذه الأنواع حدود وأحكام وتفريعات معروفة عند أهل هذه الصنعة، وقد أتقنها مع ما يحتاج إليه طالب الحديث من الأدوات والمقدمات ويستعين به في جميع الحالات الإمام الحافظ أبو عمرو بن الصلاح في كتابه علوم الحديث، وقد اختصرته وسهلت طريق معرفته لمن أراد تحقيق هذا الفن والدخول في زمرة أهله فيه من القواعد والمهمات ما يلتحق به من حققه وتكاملت معرفته له بالحفاظ المتقنين، ولا يسبقونه إلا بكثرة الاطلاع على طرق الحديث، فإن شاركهم فيها لحقهم، والله أعلم.

١٨- باب مصطلحات يتداولها أهل الحديث

المرفوع ما أضيف إلى رسول الله ﷺ خاصة لا يقع مطلقه على غيره سواء كان متصلاً، أو منقطعاً.

وأما الموقوف، فما أضيف إلى الصحابي قولاً له، أو فعلاً، أو نحوه متصلاً كان، أو منقطعاً ويستعمل في غيره مقيداً فيقال حديث كذا وقفه فلان على عطاء مثلا.

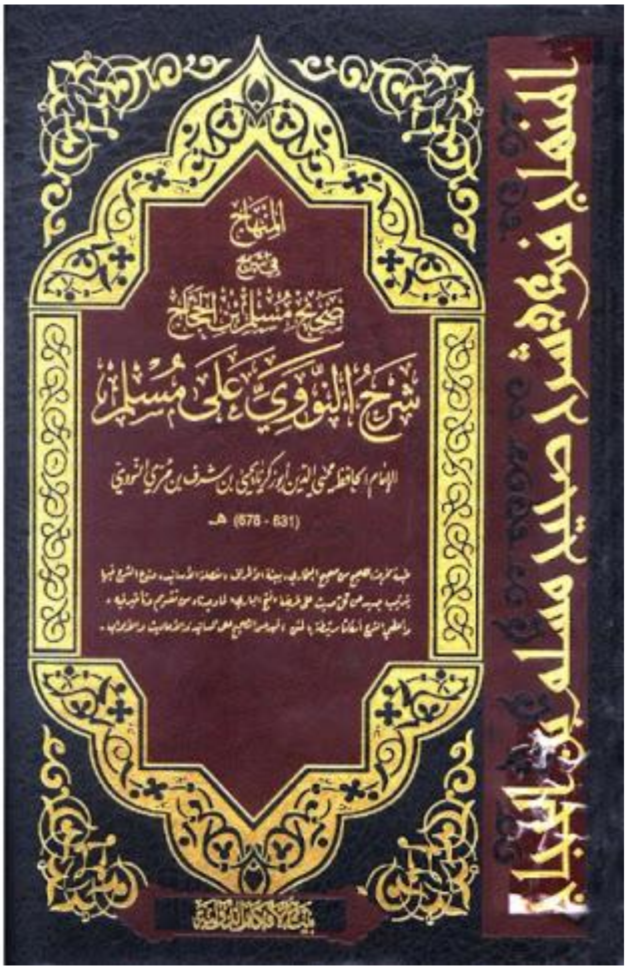
وأما المقطوع، فهو الموقوف على التابعي قولاً له، أو فعلاً متصلاً كان، أو منقطعاً.

وأما المنقطع، فهو ما لم يتصل إسناده على أي وجه كان انقطاعه، فإن كان الساقط رجلين فأكثر سمي أيضاً معضلاً بفتح الضاد المعجمة.

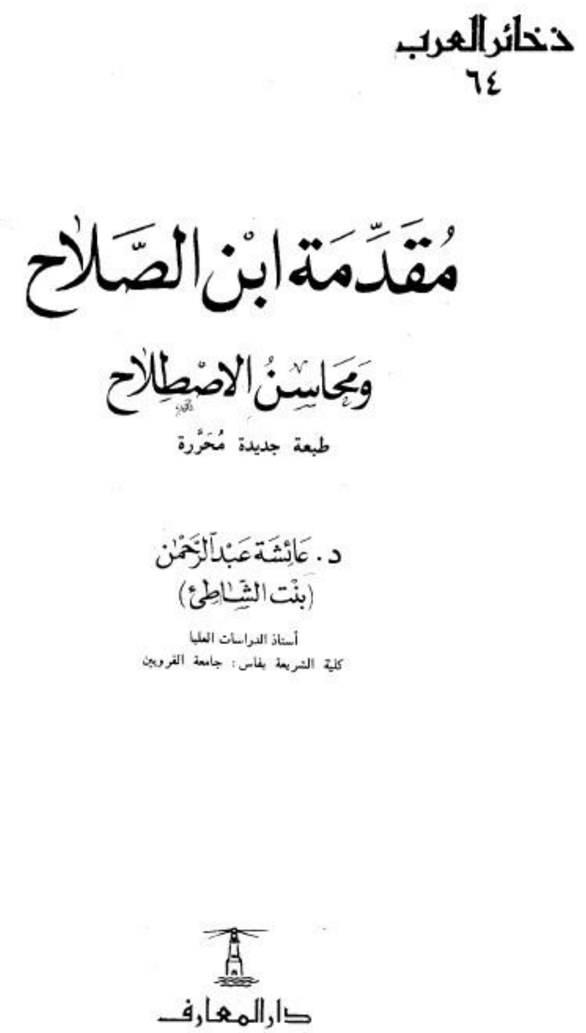
وأما المرسل، فهو عند الفقهاء وأصحاب الأصول والخطيب الحافظ أبي بكر البغدادي وجماعة من المحدثين ما انقطع إسناده على أي وجه كان انقطاعه، فهو عندهم بمعنى المنقطع.

وقال جماعات من المحدثين، أو أكثرهم لا يسمى مرسلاً إلا ما أخبر فيه التابعي عن رسول الله ﷺ ثم مذهب الشافعي والمحدثين، أو جمهورهم وجماعة من الفقهاء أنه لا يحتج بالمرسل ومذهب مالك وأبي حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعي أنه إذا انضم إلى المرسل ما يعضده احتج به، وذلك بأن يروى أيضاً مسنداً، أو مرسلاً من جهة أخرى، أو يعمل به بعض الصحابة، أو أكثر العلماء.

وأما مرسل الصحابي، وهو روايته ما لم يدركه، أو يحضره كقول



۱۲۔حافظ بلقینیؒ نے فرمایا:"ان التابعين أجمعوا بأمرہم على قبول المراسيلِ ولم يأت عنهم انكاره ولا عن أحد من الأئمة بعدہم الى رأس المئين۔۔۔ حکی بعضُهم الإجماعَ على قبول ِ مراسيل الصحابة"۔"تمام تابعین متفقہ طور پر مرسل روایات کو قبول کرتے تھے؛بلکہ تابعین کے بعد بھی دوسری صدی ہجری تک ائمہ میں سے کسی کی طرف سے مراسیل قبول کرنے سے انکار ثابت نہیں۔۔۔ تمام صحابہؓ کا مرسل روایات کو قبول پر اجماع ہے"۔(محاسن الاصطلاح وتضمین کتاب ابن صلاح:ص۲۱۱،سراج الدین بلقینی،دارالکتب)


ذخائر العرب
٦٤

مُقَدِّمَةُ ابْنِ الصَّلاح

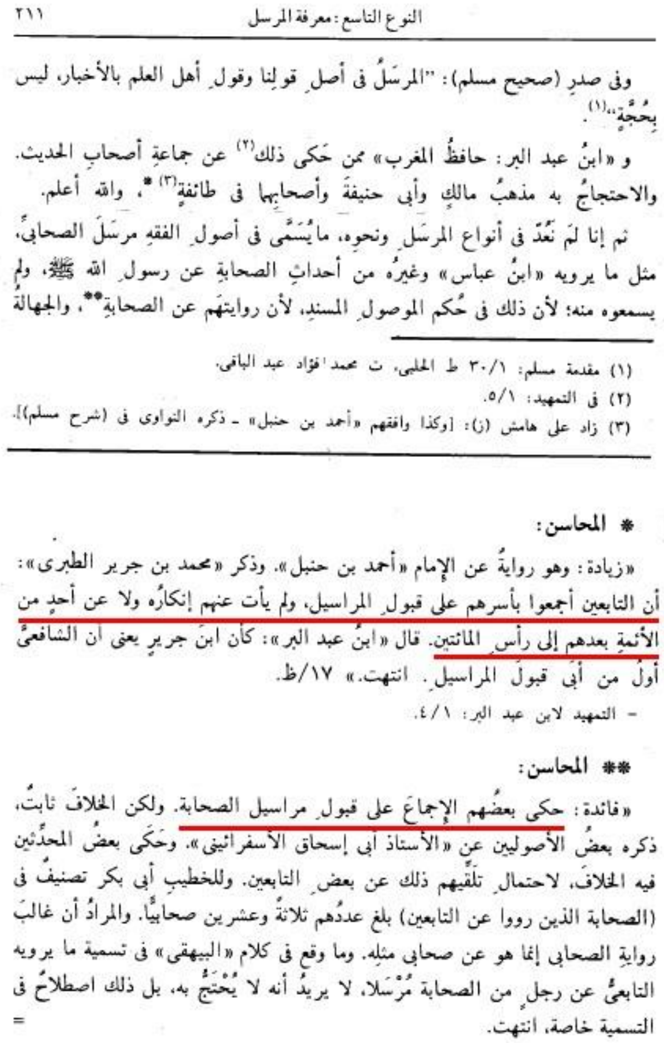
وَمَحاسِنُ الاصْطِلاح

طبعة جديدة مُحَرَّرة

د. عَائِشَة عَبْدالرَّحْمٰن
(بِنْتُ الشَّاطِئ)

أستاذ الدراسات العليا
كلية الشريعة بفاس: جامعة القرويين

دار المعارف


٢١١ النوع التاسع: معرفة المرسل

وفى صدرِ (صحيح مسلم): "المرسَلُ فى أصلِ قولِنا وقولِ أهل العلم بالأخبار، ليس بِحُجَّةٍ"[١].

و «ابنُ عبد البر: حافظُ المغرب» ممن حَكَى ذلك[٢] عن جماعةِ أصحابِ الحديث. والاحتجاجُ به مذهبُ مالكٍ وأبى حنيفةَ وأصحابِهما فى طائفةٍ[٣] *، والله أعلم.

ثم إنا لَم نَعُدّ فى أنواع المرسَلِ ونحوِه، مايُسَمَّى فى أصولِ الفقهِ مرسَلَ الصحابىّ، مثل ما يرويه «ابنُ عباس» وغيرُه من أحداثِ الصحابةِ عن رسولِ الله ﷺ، ولم يسمعوه منه؛ لأن ذلك فى حُكم الموصولِ المسندِ، لأن روايتَهم عن الصحابةِ **، والجهالة

(١) مقدمة مسلم: ٣٠/١ ط الحلبى، ت محمد فؤاد عبد الباقى.
(٢) فى التمهيد: ٥/١.
(٣) زاد على هامش (ز): [وكذا وافقهم «أحمد بن حنبل» ـ ذكره النواوى فى (شرح مسلم)].

* المحاسن:
«زيادة: وهو روايةٌ عن الإمام «أحمد بن حنبل». وذكر «محمد بن جرير الطبرى»: أن التابعين أجمعوا بأسرهم على قبولِ المراسيل، ولم يأت عنهم إنكارُه ولا عن أحدٍ من الأئمةِ بعدهم إلى رأسِ المائتين. قال «ابنُ عبد البر»: كأن ابنَ جريرٍ يعنى أن الشافعىَّ أولُ من أبَى قبولَ المراسيلِ. انتهت.» ١٧/ظ.
- التمهيد لابن عبد البر: ٤/١.

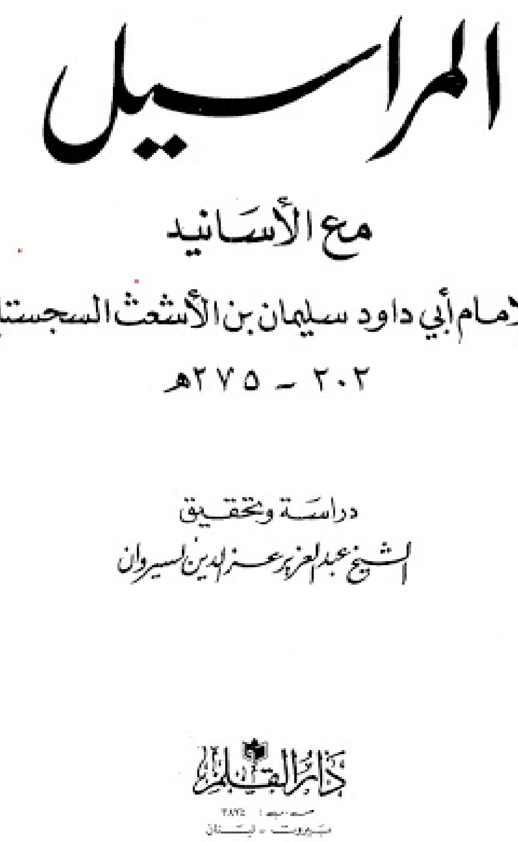
** المحاسن:
«فائدة: حكى بعضُهم الإجماعَ على قبولِ مراسيل الصحابة. ولكن الخلافَ ثابتٌ، ذكره بعضُ الأصوليين عن «الأستاذ أبى إسحاق الأسفرائينى». وحَكَى بعضُ المحدِّثين فيه الخلافَ، لاحتمالِ تلَقّيهم ذلك عن بعضِ التابعين. وللخطيبِ أبى بكر تصنيفٌ فى (الصحابة الذين رووا عن التابعين) بلغ عددُهم ثلاثةٌ وعشرين صحابيًّا. والمرادُ أن غالبَ روايةِ الصحابى إنما هو عن صحابى مثلِه. وما وقع فى كلام «البيهقى» فى تسمية ما يرويه التابعىُّ عن رجلٍ من الصحابة مُرْسَلا، لا يريدُ أنه لا يُحْتَجُّ به، بل ذلك اصطلاحٌ فى التسمية خاصة، انتهت.
=

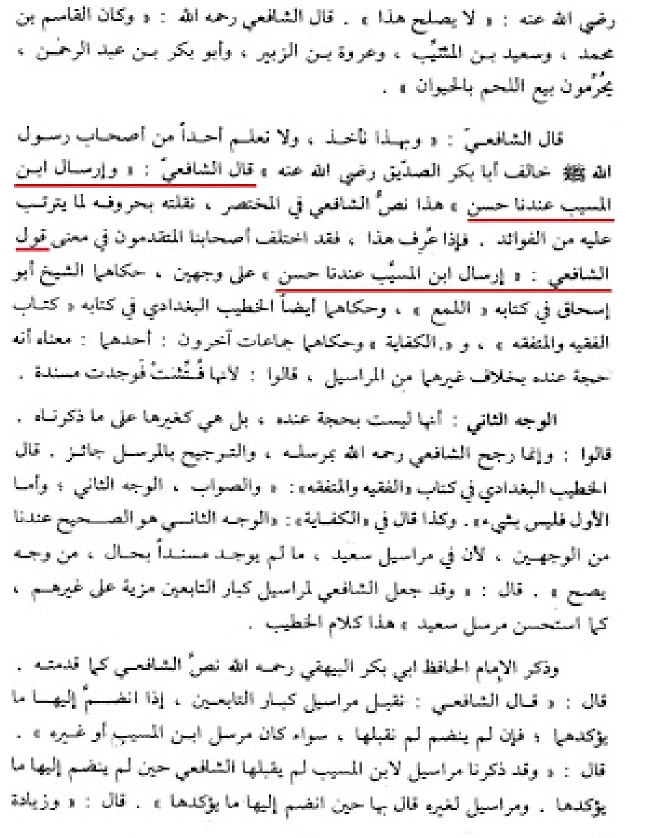
۱۳۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ مراسیل سے احتجاج اور عدم احتجاج کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”واماالمراسیل قدتنازع الناس فی قبولہاوردّہاواصحّ الاقوال ان منہاالمقبول والمردودمنہاالموقوف فمن علم من حالہ انہ لایرسل الاعن ثقۃ قبل مرسلہ ومن عرف انہ یرسل عن الثقۃوغیرالثقۃ کان ارسالہ روایۃ عن من لایعرف حالہ فہذاموقوف وماکان من المراسیل مخالفاً لمارواہ الثقات کان مردوداً واذاکان المرسل من وجہین کل من الراویین اخذالعلم عن شیوخ اٰخرفہٰذا یدل علیٰ صدقہ فان مثل ذٰلک لایتصورفی العادۃ تماثل الخطأفیہ وتعمدالکذب“۔”بہر حال مراسیل کے قبول اوررد کرنے میں لوگوں نے اختلاف کیاہے اور صحیح تر قول یہ ہے کہ مراسیل میں مقبول ومر دوداور موقوف سبھی اقسام ہیں سو جس کے حال سے یہ معلوم ہوا کہ وہ ثقہ ہی سے ارسال کرتا ہے تو اس کا مرسل قبول کیاجائے گااور جو ثقہ اور غیر ثقہ سب سے ارسال کرتا ہے اور جس سے اس نے حدیث مرسل روایت کی ہے اس کا علم نہیں تو ایسی مرسل حدیث موقوف ہو گی اور جو مراسیل ثقات کی روایت کے خلاف ہوں تو وہ مردود ہوں گے اور جب مرسل دو طریقوں سے مروی ہو ایک مرسل الگ شیوخ سے اور دوسراالگ سے تو یہ اس کے صدق پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عادتاً اس میں خطاء اور جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کا تصور نہیں کیاجاسکتا“۔(منہاج السنۃ: ج۴، ص۱۱۷)

۱۴۔ موجودہ دور کے محقق علامہ زاہد الکوثریؒ (متوفی ۱۳۷۲ھ) لکھتے ہیں: "والاحتجاج بالمرسل کان سنۃ متوارثۃ جرت علیہ الامۃ فی القرون الفاضلۃ حتیٰ قال ابن جریرؒ ردالمرسل مطلقاًبدعۃ حدثت فی رأس المأتین۔ کماذکرہ الباجیؒ فی اصولہ وابن عبدالبرؒ فی التمہیدوابن رجبؒ فی شرح علل الترمذی"۔ "مرسل کے ساتھ احتجاج کرنا ایک ایسا متوارث طریق تھا جس پر قرون فاضلہ میں امت عمل پیرا رہی ہے۔ امام ابن جریرؒ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ مطلقاً مرسل کو رد کرنا بدعت ہے جو دوسری صدی کے آخر میں ایجاد ہوئی جیسا کہ علامہ باجیؒ نے اپنے اصول میں اور ابن عبد البرؒ نے تمہید میں اور ابن رجبؒ نے شرح علل ترمذی میں ذکر کیا ہے"۔ (تانیب الخطیب: ص ۱۵۲، طبع مصر)

۱۵۔ مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحبؒ اور علامہ جزائریؒ لکھتے ہیں: "واماالمراسیل فقدکان یحتج بھاالعلماءفیما مضیٰ مثل سفیان الثوریؒ ومالک بن أنسؒ والاوزاعیؒ حتیٰ جاءالشافعیؒ فتکلم فیھا"۔ "مراسیل کے ساتھ گذشتہ زمانوں میں علماء احتجاج کیا کرتے تھے۔ مثلاً (امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ) جب امام شافعیؒ آئے تو انھوں نے مرسل کی حجیّت میں کلام کیا"۔ (الحطۃ فی ذکر الصحاح السنۃ: ص ۱۰۶؛ وتوجیہ النظر: ص ۲۴۵)

۱۶۔ حضرت امام شافعیؒ نے مراسیل کی بحث اپنی کتاب الرسالۃ فی اصول فقہ صفحہ نمبر ۶۳ طبع بولاق میں کی ہے۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا مشہور قول یہ بتایا گیا ہے کہ: "قال الشافعیؒ: وارسال ابن المسیب عندنا حسن"۔ "امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ابن المسیب کا ارسال حسن درجے کا ہے"۔ (المراسیل مع اسانید للامام ابی داوٗد: ص ۳۳)





رضي الله عنه : « لا يصلح هذا » . قال الشافعي رحمه الله : « وكان القاسم بن محمد ، وسعيد بن المسيّب ، وعروة بن الزبير ، وأبو بكر بن عبد الرحمن ، يحرّمون بيع اللحم بالحيوان » .

قال الشافعيّ : « وبهذا نأخذ ، ولا نعلم أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ خالف أبا بكر الصدّيق رضي الله عنه » قال الشافعيّ : « وإرسال ابن المسيب عندنا حسن » هذا نصُّ الشافعي في المختصر ، نقلته بحروفه لما يترتب عليه من الفوائد . فإذا عُرِف هذا ، فقد اختلف أصحابنا المتقدمون في معنى قول الشافعي : « إرسال ابن المسيّب عندنا حسن » على وجهين ، حكاهما الشيخ أبو إسحاق في كتابه « اللمع » ، وحكاهما أيضاً الخطيب البغدادي في كتابه « كتاب الفقيه والمتفقه » ، و « الكفاية » وحكاهما جماعات آخرون : أحدهما : معناه أنه حجة عنده بخلاف غيرها من المراسيل ، قالوا : لأنها فُتِّشَتْ فوجدت مسندة .

الوجه الثاني : أنها ليست بحجة عنده ، بل هي كغيرها على ما ذكرناه . قالوا : وإنما رجح الشافعي رحمه الله بمرسله ، والترجيح بالمرسل جائز . قال الخطيب البغدادي في كتاب « الفقيه والمتفقه » : « والصواب ، الوجه الثاني ؛ وأما الأول فليس بشيء » . وكذا قال في « الكفاية » : « الوجه الثاني هو الصحيح عندنا من الوجهين ، لأن في مراسيل سعيد ، ما لم يوجد مسنداً بحال ، من وجه يصح » . قال : « وقد جعل الشافعي لمراسيل كبار التابعين مزية على غيرهم ، كما استحسن مرسل سعيد » هذا كلام الخطيب .

وذكر الإمام الحافظ ابي بكر البيهقي رحمه الله نصَّ الشافعي كما قدمته . قال : « قال الشافعي : نقبل مراسيل كبار التابعين ، إذا انضمَّ إليها ما يؤكدها ؛ فإن لم ينضم لم نقبلها ، سواء كان مرسل ابن المسيب أو غيره » . قال : « وقد ذكرنا مراسيل لابن المسيب لم يقبلها الشافعي حين لم ينضم إليها ما يؤكدها . ومراسيل لغيره قال بها حين انضم إليها ما يؤكدها » . قال : « وزيادة

٣٣

١٧۔”اشْتُہِرَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ لَا يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ، إِلَّا مَرَاسِيلَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ“۔”امام شافعیؒ کا مشہور قول یہ بتایا گیا ہے کہ ان کے نزدیک سعید بن المسیب کی مراسیل کے علاوہ مرسل حجت نہیں“۔(تدریب الراوی:ص ۲۲۴)



٢٢٤ (٩) المرسل

أخذَ عنْ غيرِ رجالِ الأوّلِ كانَ صحيحاً ، ويَتبيَّنُ بِذَلكَ صِحَّةُ المُرْسلِ وأنَّهُما صحيحان لَوْ عَارَضَهُما صَحيحٌ مِنْ طريقٍ رجَّحْناهُما عَليْهِ إذَا تَعذَّر الجَمْعُ ،

أرسله من أخذ) العلم ، (عن غير رجال) المرسل (الأول ، كان صحيحاً) هكذا نص عليه الشافعي في الرسالة[1] ، مقيداً له بمرسل كبار التابعين ، ومن إذا سمى من أرسل عنه سمي ثقة ، وإذا شاركه الحفاظ المأمونون لم يخالفوه ، وزاد في الاعتضاد أن يوافق قول صحابي ، أو يفتي أكثر العلماء بمقتضاه ، فإن فقد شرط مما ذكر لم يقبل مرسله .

فإن وجدت قبل ، (ويتبين[2] بذلك صحة المرسل) ، (وأنهما) أي المرسل ، وما عضده (صحيحان لو عارضهما صحيح من طريق) واحدة ، (رجحناهما عليه) بتعدد الطرق ، (إذا تعذر الجمع) بينهما .

[فوائد]

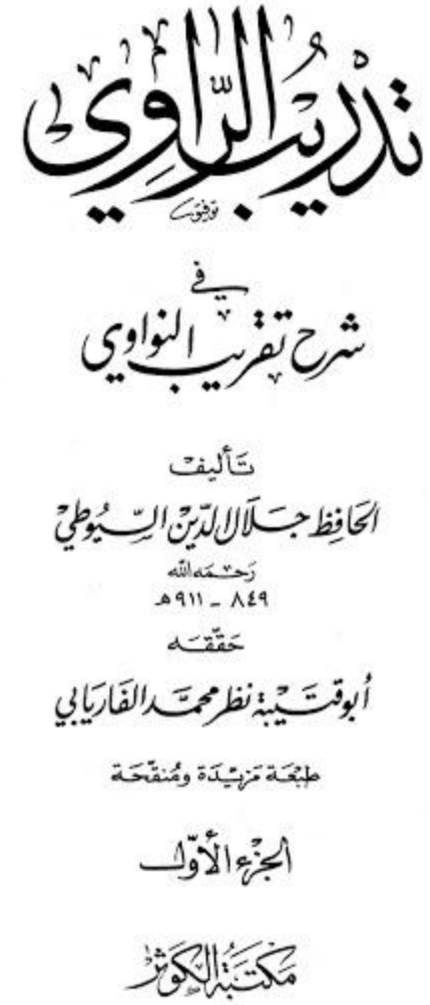
الأول ، اشتهر عن الشافعي أنه لا يحتج بالمرسل ، إلا مراسيل سعيد بن المسيب .

قال المصنف في شرح المهذب وفي الإرشاد[3] : والإطلاق في النفي والإثبات (ق ٦٧/أ) غلط ، بل هو يحتج بالمرسل بالشروط المذكورة ، ولا يحتج بمراسيل سعيد إلا بها أيضاً .

قال : وأصل ذلك أن الشافعي قال في مختصر المزني[4] : أخبرنا مالك ، عن زيد ابن أسلم ، عن سعيد بن المسيب ، أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع اللحم بالحيوان .

وعن ابن عباس أن جزوراً نحرت على عهد أبي بكر ، فجاء رجل بعناق ، فقال : أعطوني بهذه العناق .

(١) الرسالة ص ٤٦٢ — ٤٦٥ فقرة ١٢٦٩ — ١٢٧٠ .
(٢) ف « وتبين » .
(٣) المجموع (٦١/١) ، والإرشاد (١٧١/١) .
(٤) ص ٧٨ .



١٨۔ ”حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: مُرْسَلاتُ مُجَاهِدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُرْسَلاتِ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ بِكَثِيرٍ، كَانَ عَطَاءٌ يَأْخُذُ عَنْ كُلِّ ضَرْبٍ“۔”علی بن المدینی سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: میرے نزدیک مجاہد کی مراسیل؛ عطاء بن ابی رباح کی مراسیل سے زیادہ پسندیدہ ہیں، عطا سب سے روایت کرتے تھے“۔(سنن الترمذی بتحقیق الألبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۴)

١٩۔”قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى: مُرْسَلاتُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُرْسَلاتِ عَطَاءٍ“۔”علی بن المدینی کہتے ہیں: میرے نزدیک سعید بن جبیر کی مراسیل عطاء کی مراسیل سے زیادہ پسندیدہ ہیں“۔(سنن الترمذی بتحقیق الألبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۴)

۲۰۔ ”قُلْتُ لِيَحْيَى: مُرْسَلاتُ مُجاهِدٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ مُرْسَلاتُ طَاوُسٍ ؟ قَالَ: مَا أَقْرَبَهُمَا“۔ ”علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے پوچھا: مجاہد کی مراسیل آپ کے نزدیک زیادہ اچھی ہیں یا طاؤس کی؟ کہا: دونوں قریب ہیں“۔ (سنن الترمذی بتحقیق الألبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۴)

۲۱۔ ”قُلْتُ لِيَحْيَى: فَمُرْسَلاتُ مَالِكٍ ؟ قَالَ: هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ، ثُمَّ قَالَ يَحْيَى: لَيْسَ فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ أَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ مَالِكٍ“۔ ”علی بن المدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے پوچھا: آپ مالک کی مراسیل کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا: یہ مجھے زیادہ پسند ہیں، پھر یحییٰ بن سعید القطان نے کہا: رواۃ حدیث میں مالک سے زیادہ کسی کی حدیث صحیح نہیں ہے“۔ (سنن الترمذی بتحقیق الألبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۴)

۲۲۔ ”حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: مَا قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" إِلا وَجَدْنَا لَهُ أَصْلا إِلا حَدِيثًا أَوْ حَدِيثَيْنِ“۔ ”سوار بن عبد اللہ عنبری کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ القطان کو کہتے سنا: حسن بصری اپنی روایت میں جب »قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم« کہتے ہیں تو ایک یا دو حدیث کے علاوہ مجھے ان کی ساری احادیث کی اصل مل گئی“۔ (سنن الترمذی بتحقیق الألبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۴)



قال: كتبتُ كتاباً عن أبي هريرة فقلتُ: أرويه عنك؟ قال: نعم.

حدّثنا محمدُ بن إسماعيل الواسطيُّ، قال: حدّثنا محمدُ بن الحسن، عن عوفٍ الأعرابيّ، قال: قال رجلٌ للحسن: عندي بعضُ حديثك أرويه عنك؟ قال: نعم.

ومحمدُ بن الحسن إنما يُعرف بمحبوب بن الحسن، وقد حدّث عنه غيرُ واحدٍ من الأئمة.

حدّثنا الجارودُ بن معاذ، قال: حدّثنا أنسُ بن عياض، عن عبيدالله بن عمر، قال: أتيتُ الزهريَّ بكتاب، فقلتُ له: هذا من حديثك أرويه عنك؟ قال: نعم.

حدّثنا أبو بكر، عن عليّ بن عبدالله، عن يحيى بن سعيد، قال: جاء ابن جريج إلى هشام بن عروة بكتاب فقال: هذا حديثك أرويه عنك؟ فقال: نعم. قال يحيى: فقلتُ في نفسي لا أدري أيهما أعجبُ أمراً.

وقال عليٌّ: سألتُ يحيى بن سعيد عن حديث ابن جريج عن عطاء الخراساني، فقال ضعيف. فقلتُ: إنه يقولُ أخبرني. قال: لا شيء، إنما هو كتابٌ دفعه إليه.

والحديثُ إذا كان مرسلاً فإنه لا يصحّ عند أكثر أهل الحديث، قد ضعّفه غيرُ واحدٍ منهم.

حدّثنا عليُّ بن حُجر، قال: أخبرنا بقيّةُ بن الوليد، عن عتبة بن أبي حكيم، قال: سمع الزهريُّ إسحاق بن عبدالله بن أبي فروة يقول: قال رسولُ الله ﷺ، قال رسولُ الله ﷺ. فقال الزهريُّ: قاتلك الله يا ابن أبي فروة، تجيئنا بأحاديث ليس لها خُطمٌ ولا أزِمّة.

حدّثنا أبو بكر، عن عليّ بن عبدالله، قال: قال يحيى بن سعيد: مُرسلاتُ مجاهدٍ أحبُّ إليَّ من مرسلات عطاء بن أبي رباح بكثير، كان عطاءٌ يأخذ عن كلّ ضرب. قال عليٌّ: قال يحيى: مرسلاتُ سعيد بن جبير أحبُّ إليَّ من مرسلات عطاء.

قلتُ ليحيى: مرسلاتُ مجاهدٍ أحبُّ إليك أم مرسلاتُ طاوس؟ قال: ما أقربهما.

قال عليٌّ: وسمعتُ يحيى بن سعيد يقول: مرسلاتُ أبي إسحاق عندي شبهُ لا شيء، والأعمشِ والتيميِّ ويحيى بن أبي كثير، ومرسلاتُ ابن عيينة شبهُ الريح. ثم قال: إي والله، وسفيانُ بن سعيد.

قلتُ ليحيى: فمرسلاتُ مالك؟ قال: هي أحبُّ إليَّ. ثم قال يحيى: ليس في القوم أحدٌ أصحُّ حديثاً من مالك.

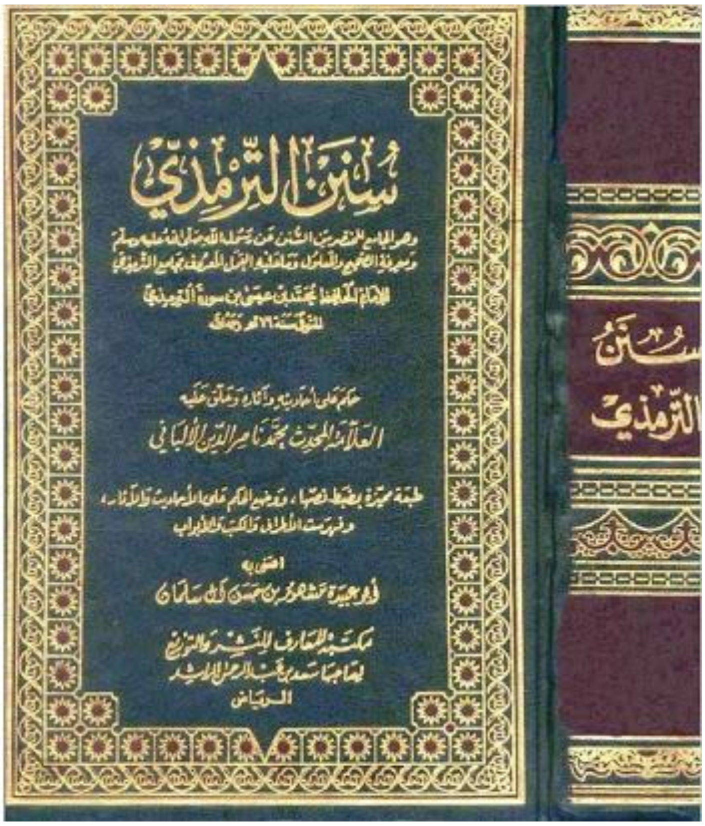
حدّثنا سوّارُ بن عبدالله العنبريُّ، قال: سمعتُ يحيى بن سعيد القطان يقول: ما قال الحسنُ في حديثه: «قال رسولُ الله ﷺ» إلا وجدنا له أصلاً إلا حديثاً أو حديثين.

ومن ضعّف المرسل فإنه ضعّفه من قِبل أن هؤلاء الأئمة قد حدّثوا عن الثقات وغير الثقات، فإذا روى أحدُهم حديثاً وأرسله لعله أخذه عن غير ثقة، قد تكلّم الحسنُ البصريُّ في معبدٍ الجهنيّ، ثم روى عنه.

حدّثنا بشرُ بن معاذ البصريُّ، قال: حدّثنا مرحومُ بن عبدالعزيز العطارُ، قال: حدّثني أبي وعمّي، قالا: سمعنا الحسنَ يقول: إياكم ومعبداً الجهنيَّ فإنه ضالٌّ مُضلّ.

ويُروى عن الشعبيّ، قال: حدّثنا الحارثُ الأعورُ وكان كذّاباً، وقد حدّث عنه، وأكثرُ الفرائض التي يرويها عن عليٍّ وغيره هي عنه، وقد قال الشعبيُّ: الحارثُ الأعورُ علّمني الفرائضَ وكان من أفرض الناس.

۸۹۴



۲۳۔ ”وَقَدْ احْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْمُرْسَلِ أَيْضًا“۔ ”بعض اہل علم نے مرسل کو حجت مانا ہے“۔(سنن الترمذی بتحقیق الالبانی: کتاب العلل، باب مرسل حدیث کا حکم، ص ۸۹۵)



وسمعت محمد بن بشار يقول: سمعت عبدالرحمن بن مهدي يقول: ألا تعجبون من سفيان بن عيينة، لقد تركت جابراً الجعفي لقوله، لما حكى عنه أكثر من ألف حديث، ثم هو يحدث عنه. قال محمد بن بشار: وترك عبدالرحمن بن مهدي حديث جابر الجعفي.

وقد احتج بعض أهل العلم بالمرسل أيضاً.

حدثنا أبو عبيدة بن أبي السفر الكوفي، قال: حدثنا سعيد بن عامر، عن شعبة، عن سليمان الأعمش، قال: قلت لإبراهيم النخعي: أسند لي عن عبدالله بن مسعود. فقال إبراهيم: إذا حدثتكم، عن رجل، عن عبدالله فهو الذي سميت، وإذا قلت: قال عبدالله فهو، عن غير واحد عن عبدالله.

وقد اختلف الأئمة من أهل العلم في تضعيف الرجال كما اختلفوا فيما سوى ذلك من العلم. ذكر عن شعبة أنه ضعف أبا الزبير المكي وعبدالملك بن أبي سليمان وحكيم بن جبير وترك الرواية عنهم، ثم حدث شعبة عمن هو دون هؤلاء في الحفظ والعدالة، حدث عن جابر الجعفي وإبراهيم بن مسلم الهجري ومحمد بن عبيدالله العرزمي وغير واحد ممن يضعفون في الحديث.

حدثنا محمد بن عمرو بن نبهان بن صفوان البصري، قال: حدثنا أمية بن خالد، قال: قلت لشعبة: تدع عبدالملك بن أبي سليمان وتحدث عن محمد بن عبيدالله العرزمي؟ قال: نعم.

وقد كان شعبة حدث عن عبدالملك بن أبي سليمان ثم تركه، ويقال: إنما تركه لما تفرد بالحديث الذي روى عن عطاء بن أبي رباح، عن جابر بن عبدالله، عن النبي ﷺ قال: «الرجل أحق بشفعته ينتظر به وإن كان غائباً إذا كان طريقهما واحداً». وقد ثبت غير واحد من الأئمة وحدثوا عن أبي الزبير وعبدالملك بن أبي سليمان وحكيم بن جبير.

حدثنا أحمد بن منيع، قال: حدثنا هشيم، قال: حدثنا حجاج وابن أبي ليلى، عن عطاء بن أبي رباح، قال: كنا إذا خرجنا من عند جابر بن عبدالله تذاكرنا حديثه، وكان أبو الزبير أحفظنا للحديث.

حدثنا محمد بن يحيى بن أبي عمر المكي، قال: حدثنا سفيان بن عيينة، قال: قال أبو الزبير: كان عطاء يقدمني إلى جابر بن عبدالله أحفظ لهم الحديث.

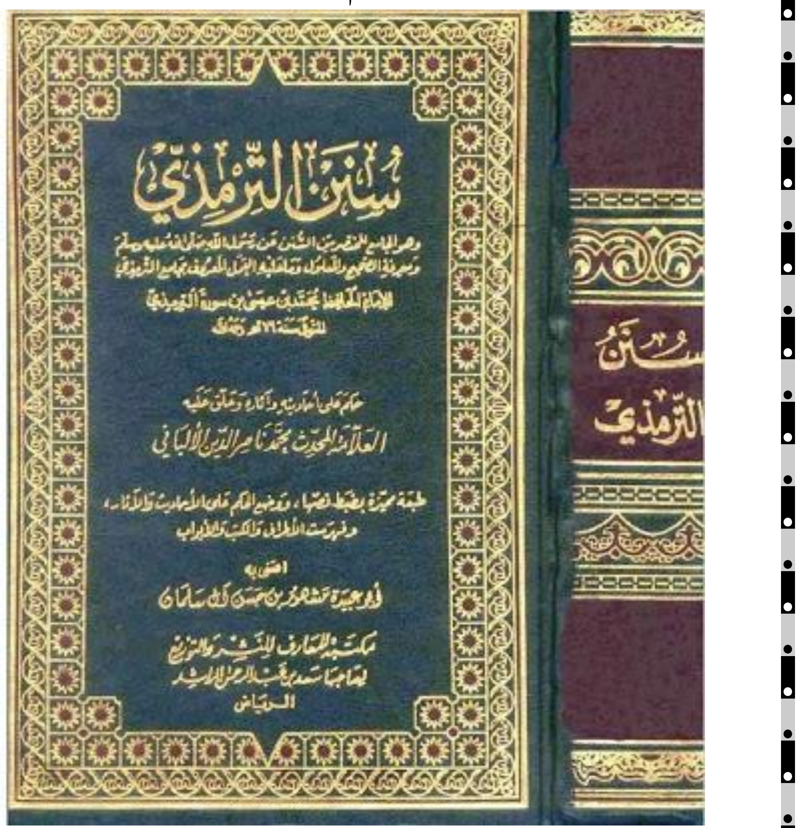
حدثنا ابن أبي عمر، قال: حدثنا سفيان، قال: سمعت أيوب السختياني يقول: حدثني أبو الزبير، وأبو الزبير، وأبو الزبير، قال سفيان بيده يقبضها.

إنما يعني به الإتقان والحفظ.

ويروى عن عبدالله بن المبارك، قال: كان سفيان الثوري يقول: كان عبدالملك بن أبي سليمان ميزاناً في العلم.

حدثنا أبو بكر، عن علي بن عبدالله، قال: سألت يحيى بن سعيد، عن حكيم بن جبير قال: تركه شعبة من أجل الحديث الذي روى في الصدقة، يعني حديث عبدالله بن مسعود، عن النبي ﷺ قال: «من سأل الناس وله ما يغنيه كان يوم القيامة خموشاً في وجهه». قيل: يا رسول الله وما يغنيه؟ قال: «خمسون درهماً أو قيمتها من الذهب».

٨٩٥



مندرجہ بالا تفصیلی دلائل اور ائمہ کرامؒ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرسل حدیث صحیح اور قابل استدلال ہے۔ قرون اولیٰ میں دوسری صدی کے آخر تک تابعینؒ اور آئمہؒ دین میں سے کوئی بھی مرسل حدیث سے احتجاج کا منکر نہیں تھا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے آخر میں آنے والے امام شافعیؒ جنہوں نے مرسل روایات کی حجیّت میں سب سے پہلے کلام کیا، ان کے نزدیک بھی سعید بن المسیب کی مرسل روایات صحیح اور قابل استدلال ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرسل روایات کے قابل حجت اور قابل استدلال ہونے کے تو امام شافعیؒ بھی قائل تھے۔ لہٰذا جب امام شافعیؒ کے نزدیک سعید بن المسیب کی مراسیل صحیح اور قابل استدلال ہوسکتی ہیں تو پھر امام ابوحنیفہؒ اور احناف کے نزدیک حضرت ابراہیم نخعیؒ و دیگر محدثین کی مراسیل قابل حجت اور قابل استدلال کیوں نہیں ہوسکتیں؟

الحمدللہ دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی قرون اولیٰ میں دوسری صدی کے آخر تک تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور آئمہؒ دین کا اس پر اجماع تھا کہ مرسل حدیث قابل قبول اور قابل استدلال ہے۔ مرسل حدیث کے حجت ہونے یا نہ ہونے کا جھگڑا دوسری صدی کے بعد سے چلا آرہا ہے مگر دوسری صدی تک مرسل روایات کو ساری امت حجت مانتی تھی۔ لہٰذا غیر مقلدین حضرات کا محض مرسل مرسل کی رٹ لگا کر اپنی جان چھڑانا آسان نہیں ہے۔ حق بات یہ ہے کہ مرسل جبکہ اس کی سند صحیح ہو اور کبار تابعی سے مروی ہو اور کسی دوسری روایت سے اس کی تائید ہوتی ہو تو وہ بالکل صحیح اور قابل احتجاج ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ غیر مقلدین حضرات کے نزدیک خیر القرون میں ہونے والا اجماع تو حجت نہیں لیکن دوسری صدی کے بعد کے محدثین کا نظریہ قابل قبول ہے۔ جبکہ غیر مقلد عالم حافظ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں کہ: "اور امت کی اکثریت کا لحاظ قرنِ اوّل میں لیا جائے گا"۔ (خیر الکلام فی وجوب الفاتحہ خلف الامام: ص ۵۳۱)

بقول غیر مقلدین حضرات تقلیدِ شخصی تو چوتھی صدی کے بعد کی بدعت ہے مگر مطلقاً مرسل کو رد کرنا تو دوسری صدی کے بعد کی بدعت نکلی۔ غیر مقلدین حضرات کا عجیب وطیرہ ہے کہ ان کے نزدیک خیر القرون کے جلیل القدر تابعین اور ائمہ دین (حسن بصریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کی بات حجت نہیں لیکن بعد کے امام شافعیؒ و دیگر محدثین کی بات حجت ہے۔

اصولی طور پر ہونا یہ چاہیئے کہ مرسل روایات کی قبولیت اور رد میں ائمہؒ دین کے بنائے ہوئے اصولوں کی پیروی کرنی ہی ہے تو پھر اس دور کے ائمہ دین کی پیروی کی جائے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہترین لوگ ہونے کی گواہی دی ہے نا کہ اس دور کے ائمہؒ دین کی پیروی کی جائے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان کی گواہی قسم سے پہلے ہو گی اور قسم گواہی سے پہلے۔ اس لئے غیر مقلدین حضرات سے درخواست ہے کہ مرسل روایات کی قبولیت و رد میں اگر تقلید کرنی ہی ہے تو امام شافعیؒ اور ان کے بعد کے ائمہؒ دین کے بجائے زمانۂ خیر القرون کے جلیل القدر تابعینؒ و ائمہ مجتہدینؒ کی کریں۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کی مرسل روایات کے حجت ہونے کی تائید میں علماء دین کے اقوال

۱۔"عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: مَرَاسِيلُ إِبْرَاهِيمَ صَحِيحَةٌ إِلَّا حَدِيثَ: تَاجِرِ البحرين، وحديث القهقه، انْتَهَى۔ وَأَمَّا مَرَاسِيلُ النَّخَعِيِّ، فَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: مَرَاسِيلُ إِبْرَاهِيمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَرَاسِيلِ الشَّعْبِيِّ"۔ "امام یحیٰ ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ: مراسیل ابراہیم صحیح ہیں سوائے تاجر البحرین اور قہقہہ والی حدیث کے۔ اور ابراہیم نخعی کی مراسیل کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ: شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند مجھے ابراہیم کی مراسیل ہیں"۔ (المراسیل مع اسانید للامام ابی داؤد: ص ۴۴) (نصب الرایۃ: ج ۱، ص ۵۲، رقم ۲۴۷)

المراسيل

مع الأسانيد

للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

٢٠٢ - ٢٧٥هـ

دراسة وتحقيق

الشيخ عبدالعزيز عزالدين السيروان

دار القلم

مراسيل بعض الأئمة

من التابعين صححها المحدثون

مراسيل الشعبي :

قال الحافظ الذهبي في تذكرة الحفاظ ١/ ٧٩ : قال أحمد العجلي : مرسل الشعبي صحيح ، لا يكاد يرسل إلا صحيحاً . اهـ . وكذا في «تهذيب التهذيب ٥/ ٦٧ »وفيه أيضاً ٥/ ٦٨ : قال الآجرّي عن أبي داود : مرسَلُ الشعبي أحب إليّ من مرسل النخعي . اهـ .

مراسيل النَّخَعي :

وفي «نصب الراية ١/ ٥٢»: وأسند ابنُ عدي عن ابن معين أنه قال : **مراسيلُ إبراهيم صحيحة إلا حديث «تاجر البحرين» و «حديث القهقهة»**. اهـ .

وفي « تدريب الراوي » ص ١٢٤ ، **وأما مراسيل النخعي فقال ابن** معين : مراسيل إبراهيم أحبُّ إليّ من مراسيل الشعبي . وعنه أيضاً : أعجَبُ إليّ من مرسلات سالم بن عبدالله والقاسم وسعيد بن المسيِّب . وقال أحمد : لا بأس بها . اهـ .

مراسيل ابن المسيِّب :

وفيه أيضاً: ١٢٣ عن الحاكم في «علوم الحديث» قال: وأصحُّها ـ كما قال ابن معين ـ مراسيلُ بن المسيِّب لأنه من أولاد الصحابة ، وأدرك العشرة ، وفقيهُ أهل الحجاز ومفتيهم ، وأولُ الفقهاءِ السبعة الذين يَعتدُّ مالكٌ بإجماعهم كإجماع كافة الناس . اهـ .

قال : قلت لعبدالرحمن بن مهدى : روى هذا الحديث إبراهيم مرسلا ، فقال : حدثنى شريك عن أبى هاشم قال : أنا حدثت به إبراهيم عن أبى العالية ، قال : فرجع حديث إبراهيم هذا الذى أرسله إلى أبى العالية ، لأن أبا هاشم ذكر أنه حدثه به عنه ، انتهى . وهذا الذى ذكره الدار قطنى عن على بن المدينى ذكره ابن عدى فى " الكامل " بحروفه ، وأسند ابن عدى[1] عن يحيى بن معين أنه قال : مراسيل إبراهيم صحيحة إلا حديث : تاجر البحرين . وحديث القهقهة ، انتهى . قلت : أما حديث القهقهة فقد
٢٤٨ عرف . وأما حديث تاجر البحرين ، فرواه ابن أبى شيبة فى "مصنفه" وكيع ثنا الأعمش عن إبراهيم قال : جاء رجل إلى النبى ﷺ فقال : يا رسول الله إنى رجل تاجر أختلف إلى البحرين ، فأمره أن يصلى ركعتين "يعنى القصر" ، انتهى .

وأما مرسل الحسن ، فأخرجه الدارقطنى أيضاً عن يونس عن ابن شهاب عن الحسن ، فذكره ،

٢٤٩ وعلته رواية ابن أخى ابن شهاب الزهرى عن عمه ، قال : حدثنى سليمان بن أرقم عن الحسن أن النبى ﷺ أمر من ضحك فى الصلاة أن يعيد الوضوء والصلاة ، أخرجها الدار قطنى ، وكذلك رواه الشافعى فى " مسنده " أخبرنا الثقة " يعنى يحيى بن حسان " عن معمر عن ابن شهاب عن سليمان بن أرقم عن الحسن عن النبى ﷺ ، قال الشافعى : وهذا لا يقبل ، لأنه مرسل ، قال ابن دقيق العيد : وإذا آل الأمر إلى توسط سليمان بن أرقم بين ابن شهاب . والحسن ، وهو عندهم متروك تعلل ، انتهى . ورواه محمد بن الحسن فى " كتاب الآثار " أخبرنا أبو حنيفة ثنا منصور بن زاذان عن الحسن البصرى ، فذكره . وأسند ابن عدى[2] فى " الكامل " عن على بن المدينى ، قال : قال لى عبد الرحمن بن مهدى " وكان أعلم الناس بحديث القهقهة " : إنه كله يدور على أبى العالية ، فقلت له : إن الحسن يرويه عن النبى ﷺ مرسلا ، فقال عبد الرحمن : حدثنا حماد بن زيد عن حفص بن سليمان ، قال : أنا حدثت به الحسن عن حفصة عن أبى العالية ، قلت له : فقد رواه إبراهيم عن النبى ﷺ مرسلا ، فقال عبد الرحمن : حدثنا شريك عن أبى هاشم ، قال : أنا حدثت به إبراهيم عن أبى العالية ، قلت له : فقد رواه الزهرى عن النبى ﷺ مرسلا ، فقال عبد الرحمن : قرأت هذا الحديث فى " كتاب ابن أخى الزهرى " عن الزهرى عن سليمان بن أرقم عن الحسن ، انتهى . وقال البيهق[3] فى " سننه " : قال الإمام أحمد : ولو كان
٢٥٠ عند الزهرى ، أو الحسن فيه حديث صحيح لما استجاز القول بخلافه . وقد صح عن قتادة عن الحسن
٢٥١ أنه كان لا يرى من الضحك فى الصلاة وضوءاً . وعن شعيب بن أبى حمزة . وغيره عن الزهرى أنه

(١) وكذا أسند البيهق فى : ص ١٤٨ (٢) والدار قطنى فى "سننه" ص ٦٠ والبيهق فى "الكبرى" ص ١٤٧ - ج ١ . (٣) ص ١٤٧ - ج ١

۲۔"وَأَمَّا مَرَاسِيلُ النَّخَعِيِّ، فَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: مَرَاسِيلُ إِبْرَاهِيمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَرَاسِيلِ الشَّعْبِيِّ"۔"ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ: شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند مجھے ابراہیم کی مراسیل ہیں"۔ (المراسیل مع اسانید للامام ابی داوٗد: ص۳۶) (تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: ص۲۳۱)(سیر اعلام النبلاء: ج۴، ص۵۲۲)

تدريب الراوي
في
شرح تقريب النواوي
تأليف
الحافظ جلال الدين السيوطي
رحمه الله
٨٤٩ - ٩١١هـ
حققه
أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي
طبعة مزيدة ومنقحة
الجزء الأول
مكتبة الكوثر

....

وقال أحمد(١) بن حنبل : مرسلات سعيد بن المسيب أصح المرسلات ، ومرسلات إبراهيم النخعي لا بأس بها ، وليس في المرسلات أضعف من مرسلات الحسن ، وعطاء ابن أبي رباح ، فإنهما كانا يأخذان عن كل واحد(٢) ، ومراسيل الحسن تقدم القول فيها عن أحمد .

وقال ابن المديني(٣) : مرسلات الحسن البصري التي رواها عنه الثقات صحاح ، ما أقل ما يسقط منها .

وقال أبو زرعة(٤) : كل شيء قال الحسن : قال رسول الله ﷺ وجدت له أصلاً ثابتاً ، ما خلا أربعة أحاديث .

و(٥)قال يحيى بن سعيد القطان(٦) : ما قال الحسن في حديثه : قال رسول الله ﷺ ، إلا وجدنا له أصلاً ، إلا حديثاً ، أو حديثين .

قال شيخ الإسلام : ولعله أراد ما جزم به الحسن .

وقال غيره : قال رجل للحسن(٧) : يا أبا سعيد إنك تحدثنا فتقول : قال رسول الله ﷺ ، فلو كنت تسنده لنا إلى(٨) من حدثك ؟ فقال الحسن : أيها الرجل ما كذبنا ، ولا كُذبنا ، ولقد غزونا غزوة إلى خراسان ومعنا فيها ثلاثمائة من أصحاب محمد ﷺ .

(١) أسنده الخطيب في الكفاية ٣٨٦ .
(٢) ح « أحد » .
(٣) التهذيب (٢٦٦/٢) .
(٤) التهذيب (٢٦٦/٢) .
(٥) ف بدون الواو .
(٦) شرح علل الترمذي (٢٧٥/١) .
(٧) أسنده البخاري في التاريخ الكبير (٤٥٢/٥) (ترجمة عبيد بن عبد الرحمن) .
(٨) ح « عن من » .

سير أعلام النبلاء
تصنيف
الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى
٧٤٨هـ - ١٣٧٤م
الجزء الرابع
أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه
شعيب الأرنؤوط
حقق هذا الجزء
مأمون الصاغرجي
مؤسسة الرسالة

ورَوىٰ جرير عن إسماعيل بن أبي خالد، قال: كان الشَّعْبِيُّ وإبراهيم وأبو الضُّحَىٰ يجتمعونَ في المسجد يتذاكرونَ الحديث، فإذا جاءهُم شيءٌ ليس فيه عندهم رواية، رمَوْا إبراهيم بأبصارهم(١).

قال يحيى بن مَعين: مراسيلُ إبراهيم أحبُّ إليَّ من مراسيل الشَّعْبيِّ. قالهُ عباس عنه.

قال ابن عَوْن: وصفتُ إبراهيم لابن سيرين، قال: لعلَّهُ ذاكَ الفتىٰ الأعورُ الذي كان يُجالسنا عند عَلْقمة، كانَ في القوم وكأنَّهُ ليس فيهم(٢).

شعبة، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ما كتبتُ شيئاً قطّ(٣).

قال مغيرة: كنا نهابُ إبراهيم هَيْبَةَ الأمير(٤).

وقال طَلْحة بن مصرِّف: ما بالكوفة أعجَبُ إليَّ من إبراهيم وخَيْثمة(٥).

قال فُضَيْل الفُقَيْمي: قال لي إبراهيم: ما كتب إنسانٌ كتاباً إلاَّ اتَّكل عليه(٥).

قال أبو قَطَن: حدَّثنا شعبة، عن الأعمش: قلتُ لإبراهيم: إذا حدَّثْتني عن عبد الله فأسْنِدْ، قال: إذا قلتُ: قال عبد الله، فقد سمعتُه مِنْ غَيْرِ واحدٍ من الصحابة، وإذا قلتُ: حدَّثني فلان، فحدَّثني فلان(٦).

وقال مغيرة: كره إبراهيم أن يستند إلى سارية(٧).

(١) الحلية ٢٢١/٤ بخلاف يسير.
(٢) ابن سعد ٢٧٠/٦.
(٣) المصدر السابق والمعرفة والتاريخ ٦٠٩/٢.
(٤) ابن سعد ٢٧١/٦ والمعرفة والتاريخ ٦٠٤/٢.
(٥) ابن سعد ٢٧١/٦.
(٦) ابن سعد ٢٧٢/٦ وانظر ص ٥٢٧ من هذا الجزء.
(٧) ابن سعد ٢٧٣/٦.

۳۔"وَقَالَ الْأَعْمَشُ: قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ: أَسْنِدْ لِي، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَهُوَ الَّذِي سَمِعْتُ، وَإِذَا قُلْتُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَهُوَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ"۔"اعمشؒ فرماتے ہیں کہ: ابراہیم نخعی نے بتلایا کہ عبداللہ سے میرا ارسال کرنا وہ معینہ آدمی سے روایت ذکر کرنے سے زیادہ مضبوط ہے، یہ روایت اسی طرح کی مرسل ہے اور یہ اس متصل سے اعلیٰ ہے جو ایک معینہ آدمی سے نقل کی جائے اور عبداللہ کی طرف نسبت کی جائے"۔ (تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: ص۲۳۱)(سیر اعلام النبلاء: ج۴، ص۵۲۷)

تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي

تأليف

الحافظ جلال الدين السيوطي

رحمه الله

٨٤٩ - ٩١١ هـ

حققه

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة مزيدة ومنقحة

الجزء الأول

مكتبة الكوثر

(٩) المرسل ٢٣١

وقال يونس بن عبيد[1] : سألت الحسن قلت : يا أبا سعيد إنك تقول : قال رسول الله ﷺ ، وإنك لم تدركه ؟ فقال : يا ابن أخي : لقد سألتني عن شيء ما سألني عنه أحد قبلك ، ولولا منزلتك مني ما أخبرتك ، إني في زمان كما ترى ؟ وكان في زمن الحجاج ، كل شيء سمعتني أقوله : قال رسول الله ﷺ ، فهو عن علي بن أبي طالب ، غير أني في زمان لا أستطيع أن أذكر علياً .

وقال محمد بن سعد[2] : وكان[3] ما أسند من حديثه ، أو روى عمن سمع منه ، فهو حسن حجة ، وما أرسل من الحديث فليس بحجة .

وقال العراقي : مراسيل (ق ٦٩/ب) الحسن عندهم شبه الريح .

وأما مراسيل النخعي ، فقال ابن معين : مراسيل إبراهيم أحب إلي ، من مراسيل الشعبي .

وعنه أيضاً[4] : أعجب إلي من مرسلات سالم بن عبد الله ، والقاسم ، وسعيد ابن المسيب .

وقال أحمد[5] : لا بأس بها .

وقال الأعمش[6] : قلت لإبراهيم النخعي : أسند لي عن ابن مسعود ، فقال : إذا حدثتكم عن رجل ، عن عبد الله ، فهو الذي سمعت ، وإذا قلت : قال عبد الله : فهو عن غير واحد ، عن عبد الله .

(١) أورده ابن رجب في شرح العلل (٢٨٦/١) وفيه زيادة في آخره : وكان في عمل الحجاج .
(٢) طبقات ابن سعد (١٥٧/٧) .
(٣) ف « كل » .
(٤) أورده ابن رجب في شرح العلل (٢٩٥/١) .
(٥) شرح العلل لابن رجب (٢٩٤/١) .
(٦) أسنده الترمذي في العلل (٢٧٧/١) .

سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨ هـ - ١٣٧٤ م

الجزء الرابع

أشرف على تحقيق الكتاب وخرج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

مأمون الصاغرجي

مؤسسة الرسالة

سابعَ سبعةٍ أو تاسعَ تسعة ، فقال الشَّعْبيّ : أدفنتُم صاحبَكُم؟ قلتُ : نَعَمْ . قال : أما إنَّهُ ما ترك أحداً أعلمَ منه ، أو أفقهَ منه ، قلتُ : ولا الحسنَ ولا ابن سيرين؟ قال : نعم ، ولا من أهل البصرة ، ولا من أهل الكوفة ، ولا من أهل الحجاز . وفي رواية : ولا من أهل الشام[1] .

روى الترمذيُّ[2] من طريق شعبة عن الأعمش ، قال : قلت لإبراهيم النَّخعيّ : أسْنِدْ لي عن ابن مسعود ، فقال : إذا حدَّثتُكم عن رجلٍ عن عبد الله ابن مسعود ، فهو الذي سمعت ، وإذا قلتُ : قال عبد الله ، فهو عن غيرِ واحدٍ عن عبد الله .

في سِنِّ إبراهيم قولان : أحدُهما عاش تسعاً وأربعين سنةً ، الثاني أنَّه عاش ثمانياً وخمسين سنة .

مات سنة ستٍّ وتسعين .

أخبرنا أبو الحسين عليُّ بن محمد ، وعبد الوليّ بن عبد الرحمن ، وأحمد بن هِبَةِ الله ، وعيسى بن بَرَكة ، وجماعة ، قالوا : أنبأنا عبد الله بن عمر ، أنبأنا سعيد بن أحمد بن البَنَّاء حضوراً في سَنَةِ تسعٍ وأربعين وخمسِ مئة ، أنبأنا محمد بن محمد الزَّيْنَبيّ ، أنبأنا محمد بن عُمَر بن زَنْبُور ، حدَّثنا يحيى بن محمد بن صاعد ، حدَّثنا يوسف بن موسى حدَّثنا جرير ، عن منصور ، عن إبراهيم ، عن عَلْقَمة ، قال : قال عبد الله : لَعَنَ الله الواشِمَاتِ والمُسْتَوْشِمَاتِ ، والمُتَنَمِّصَاتِ ، والمُتَفَلِّجاتِ للحُسْن ، المُغَيِّراتِ خَلْقَ الله . فبلغ ذلك امرأةً من بني أسد يقال لها : أمّ يعقوب كانت تقرأُ القرآن ، فأتته ، فقالت : ما حديثٌ بَلَغني عنك ، أنَّكَ لَعَنْتَ الواشِمَاتِ والمُسْتَوْشِمَاتِ

(١) أورده أبو نعيم في الحلية ٢٢٠/٤ مطوَّلاً ، وانظر ابن سعد ٢٨٤/٦ .
(٢) أي في كتاب العلل ص ٢٢٣ بشرح الحافظ ابن رجب الحنبلي .

٥٢٧

۴۔ ’’قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ۔ قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ، إِذَا أَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهِ عِنْدَهُ، وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّه، قَدْ قَالَ لَهُ الأَعْمَشُ: إِذَا حَدَّثْتَنِي فَأَسْنِدْ۔ فَقَالَ: إِذَا قُلْت لَكَ قَالَ "عَبْدُ اللَّهِ" فَلَمْ أَقُلْ ذَلِكَ حَتَّى حَدَّثَنِيهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَإِذَا قُلْت "حَدَّثَنِي فُلَانٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ" فَهُوَ الَّذِي حَدَّثَنِي‘‘۔ ’’امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں: اگر وہ کہیں کہ جو تم نے ابراہیم سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا وہ متصل نہیں، تو ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ ابراہیم جب عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ارسال کرتے ہیں تو وہ روایت ان کے نزدیک تواتر و صحت سے پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اعمش نے ان کو کہا مجھے روایت بیان کرتے ہوئے سند بیان کیا کرو تو انہوں (ابراہیم نخعیؒ) نے فرمایا: جب میں تم سے کہوں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو سمجھ لو کہ میں یہ بات اسی وقت کہتا ہوں جب وہ بات ایک جماعت مجھ سے بیان کرتی ہے۔ اور جب میں کہوں: "حدثنی فلان عن عبداللہ" تو مجھے فقط اسی شخص نے بیان کی ہوتی ہے‘‘۔ (المعانی الآثار للطحاوی: ج۱، ص۲۲۷-۲۲۶؛ نصب الرایۃ: ج۱، ص۴۰۶-۴۰۵، رقم ۱۷۲۴، ۱۷۳۰)



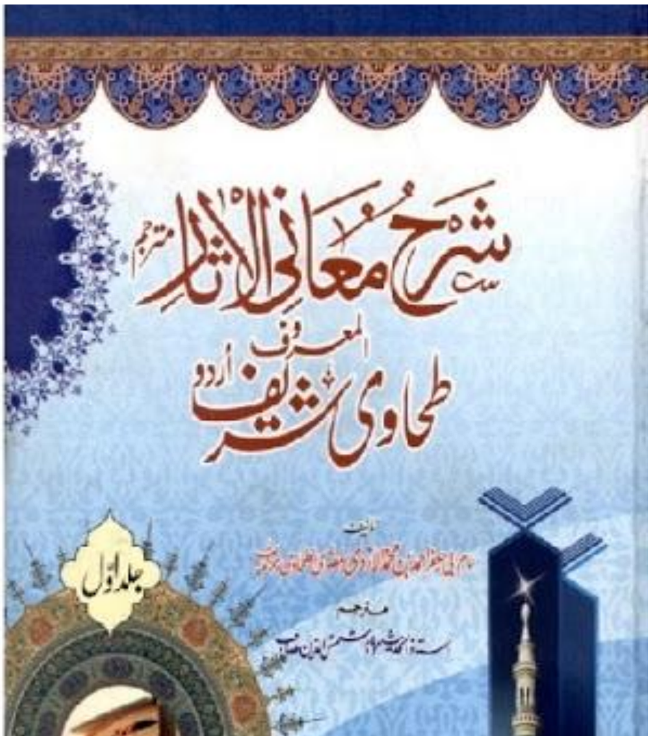
طحاوی شریف (مترجم) — ۴۲۳ — جلد ①

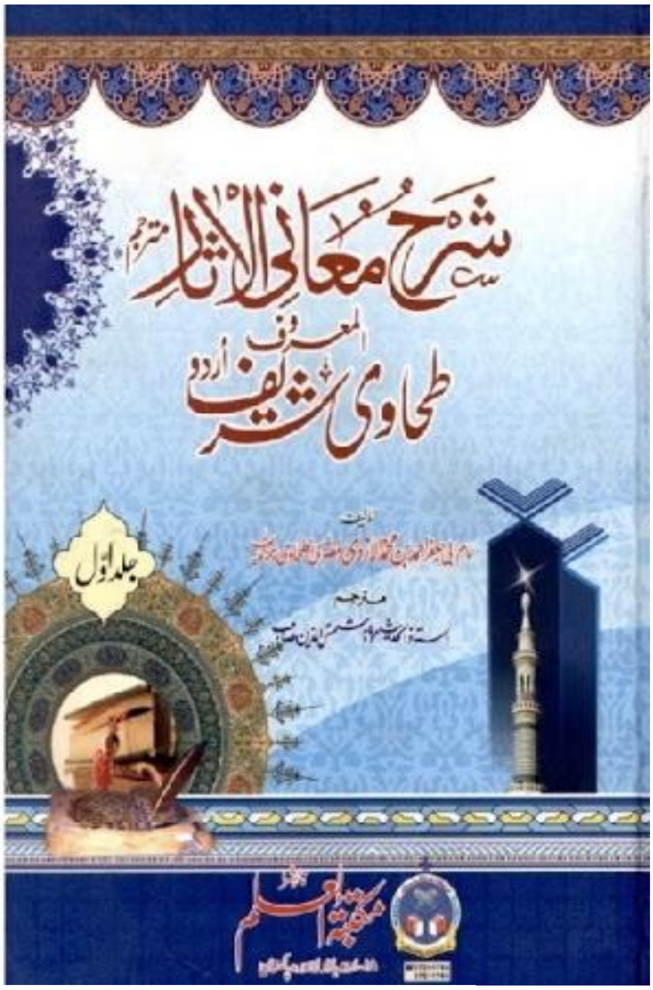
۱۳۲۶: وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: قَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كُونُوا فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِينِي). قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَعَبْدُ اللَّهِ مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَانُوا يَقْرُبُونَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِيَعْلَمُوا أَفْعَالَهُ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ هِيَ؟ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ ذَلِكَ. فَمَا حَكَوْا مِنْ ذَلِكَ، فَهُوَ أَوْلَى مِمَّا جَاءَ بِهِ مَنْ كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مِنْهُمْ فِي الصَّلَاةِ. فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ. قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ، إِذَا أَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهِ عِنْدَهُ، وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَدْ قَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ: إِذَا حَدَّثْتَنِي فَأَسْنِدْ. فَقَالَ: إِذَا قُلْتُ لَكَ قَالَ "عَبْدُ اللَّهِ" فَلَمْ أَقُلْ ذَلِكَ حَتَّى حَدَّثَنِيهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَإِذَا قُلْتُ "حَدَّثَنِي فُلَانٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ" فَهُوَ الَّذِي حَدَّثَنِي.

۱۳۲۶: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس صف میں ہوا کرو جو مجھ سے قریب تر ہے۔ امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں: پس عبداللہ ؓ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے قریب رہتے تھے تا کہ وہ آپ کے نماز والے افعال کی کیفیت جان کر دوسروں کو سکھائیں۔ پس جو ان حضرات نے بیان کیا وہ ان حضرات کے بیان سے اولیٰ اور بہتر ہے جو آپ ﷺ سے دور رہنے والے تھے (اور ان کو کبھی کبھی حاضری کا موقعہ میسر آتا) اگر وہ کہیں جو تم نے ابراہیم سے حضرت عبداللہ ؓ سے نقل کیا وہ متصل نہیں تو ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ ابراہیم جب عبداللہ ؓ سے ارسال کرتے ہیں تو وہ روایت ان کے نزدیک تواتر و صحت سے پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اعمش نے ان کو کہا کہ مجھے روایت بیان کرتے ہوئے سند بیان کیا کرو تو انہوں نے فرمایا: جب میں تم سے کہوں کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا تو سمجھ لو کہ میں یہ بات اسی وقت کہتا ہوں جب وہ بات ایک جماعت مجھ سے بیان کرتی ہے۔ اور جب میں کہوں: حدثنی فلان عن عبد اللہ۔ تو وہ مجھے فقط اسی شخص نے بیان کی ہوتی ہے۔

تخریج: مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۲۲۔

حاصل روایات: ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب زیادہ سمجھ والے لوگوں کو افعال و اقوال نبویہ ﷺ قریب سے دیکھنے کے لئے پہلی صفوف کا حکم دیا گیا ابو جعفر طحاوی ؒ رقمطراز ہیں کہ پھر عبداللہ بن مسعود ؓ تو ان لوگوں سے ہیں جو نبوت کا قرب اختیار کرنے والے ہیں تا کہ وہ آپ کے افعال کی کیفیت نماز میں پہچان لیں اور لوگوں کو اسی طرح سکھائیں پس جو بات یہ قریب ترین لوگ کریں گے وہ اس سے اولیٰ ترین ہوگی جو ان سے منقول ہو جو آپ سے صف نماز میں دور کھڑے ہوں پس عبداللہ کی روایت وائل بن حجر کی روایت سے زیادہ اولیٰ ہوگی اور قابل استدلال ہوگی۔





ایک اشکال:

فان قالوا سے ذکر کیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جو ابراہیم نخعی سے بیان کی گئی وہ متصل السند نہیں کیونکہ ابراہیم کی پیدائش ۳۸ھ اور ابن مسعودؓ کا سنہ وفات ۳۲ھ ہے تو پھر وائل بن حجر کی متصل السند روایت کے مقابلے میں کیسے قابل ترجیح ہوگی۔

جواب: ابراہیم نخعی کی جو روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ارسال کے ساتھ ہے وہ اس کی صحت پر کامل یقین کے بعد وہ ارسال کرتے ہیں بلکہ وہ روایت ان کے ہاں تو اتر کو پہنچی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو کہا آپ مجھ سے متصل سند سے روایت بیان کیا کریں تو ابراہیم کہنے لگے جب میں آپ کو اس طرح کہوں قال عبداللہ تو میں یہ اسی وقت کہتا ہوں جب ایک جماعت مجھے عبداللہ سے بیان کرتی ہے اور اگر میں حدثنی فلان عن عبداللہ کہوں تو اس وقت وہ صرف ایک ہی آدمی بیان کرنے والا ہوتا ہے جو اس میں مذکور ہوتا ہے۔ پس میری مرسل متصل سے زیادہ قوی ہے۔

منفرد سے متصل روایت ملاحظہ ہو۔

۱۳۲۷: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ أَوْ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، شَكَّ أَبُوْ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِذٰلِكَ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَأَخْبَرَ أَنَّ مَا أَرْسَلَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَمَخْرَجُهُ عِنْدَهُ أَصَحُّ مِنْ مَخْرَجِ مَا ذَكَرَهُ عَنْ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ .فَكَذٰلِكَ هٰذَا الَّذِيْ أَرْسَلَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا وَمَخْرَجُهُ عِنْدَهُ أَصَحُّ مِنْ مَخْرَجِ مَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ .وَمَعَ ذٰلِكَ فَقَدْ رَوَيْنَاهُ مُتَّصِلًا فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُ فِيْ سَائِرِ صَلَاتِهِ .

۱۳۲۷: وہب یا بشر بن عمر نے بیان کیا یہ ابوجعفر کو شک ہے انہوں نے شعبہ اور انہوں نے اعمش سے اس کو نقل کیا۔ ابوجعفر کہتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے بتلایا کہ عبداللہ سے میرا ارسال کرنا وہ معینہ آدمی سے روایت ذکر کرنے سے زیادہ مضبوط ہے یہ روایت اسی طرح کی مرسل ہے اور یہ اس متصل سے اعلیٰ ہے جو ایک معینہ آدمی سے نقل کی جائے اور عبداللہ کی طرف نسبت کی جائے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود یہ روایت عبدالرحمٰن بن اسود کی سند سے متصل بھی منقول ہے اور حضرت عبداللہ اپنی تمام نمازوں میں اسی طرح کرتے تھے۔

مع ذلك سے دوسرے جواب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ان سب روایتی خوبیوں کے باوجود متصل سند کے ساتھ بھی یہ روایت منقول ہے ملاحظہ ہو۔

من زاد برواية من ترك . والحسن بن عياش أبو محمد هو أخو أبي بكر بن عياش ، قال فيه ابن معين : ثقة ، هكذا رواه ابن أبي خيثمة عنه ، وقال عثمان بن سعيد الدارمي : الحسن . وأخوه أبو بكر بن عياش كلاهما من أهل الصدق والأمانة ، وقال ابن معين : كلاهما عندي ثقة .

١٧٢٧ أثر آخر أخرجه الطحاوي [١] عن أبي بكر النهشلي ثنا عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً رضي الله عنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلاة ، ثم لا يعود يرفع ، انتهى . وهو أثر صحيح ،

١٧٢٨ قال البخاري في "كتابه ـ في رفع اليدين" : وروى أبو بكر النهشلي عن عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً رفع يديه في أول التكبيرة ، ثم لم يعد . وحديث عبيد الله بن أبي رافع أصح ، انتهى . فجعله دون حديث عبيد الله بن أبي رافع في الصحة ، وحديث ابن أبي رافع صححه الترمذي . وغيره ، وسيأتي في أحاديث الخصوم . وقال الدارقطني في "علله" : واختلف على أبي بكر النهشلي فيه ، فرواه عبد الرحيم بن سليمان عنه عن عاصم بن كليب عن أبيه عن النبي ﷺ ، ووهم في رفعه ، وخالفه جماعة من الثقات : منهم عبد الرحمن بن مهدي . وموسى بن داود . وأحمد بن يونس . وغيرهم . فرووه عن أبي بكر النهشلي موقوفا على علي ، وهو الصواب ، وكذلك رواه محمد بن أبان عن عاصم موقوفا ، انتهى . فجعله الدارقطني موقوفا صوابا ، والله أعلم .

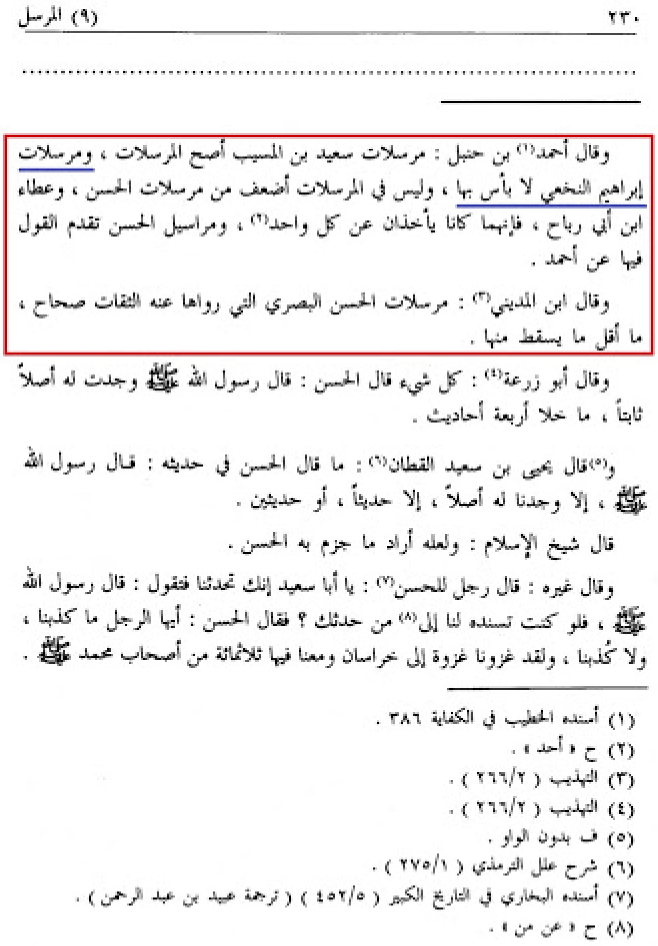
١٧٢٩ أثر آخر أخرجه البيهقي عن سوار بن مصعب عن عطية العوفي أن أبا سعيد الخدري . وابن عمر كانا يرفعان أيديهما أول ما يكبران ، ثم لا يعودان ، انتهى . قال البيهقي : قال الحاكم : وعطية . سيء الحال ، وسوار أسوأ حالا منه ، وأسند البيهقي عن البخاري أنه قال : سوار بن مصعب منكر الحديث ، وعن ابن معين أنه غير محتج به .

١٧٣٠ أثر آخر أخرجه الطحاوي في "شرح الآثار [٢]" عن إبراهيم النخعي ، قال : كان عبد الله بن مسعود لا يرفع يديه في شيء من الصلوات ، إلا في الافتتاح ، انتهى . قال الطحاوي : فان قالوا : إن إبراهيم عن عبد الله غير متصل ، قيل لهم : كان إبراهيم لا يرسل عن عبد الله إلا ما صح عنده وتواترت به الرواية عنه ، كما أخبرنا ، وأسند عن الأعمش [٣] أنه قال لإبراهيم : إذا حدثتني عن

(١) ص ١٣٢ ، قال في "الدراية" . ص ٨٥ : رجاله ثقات (٢) ص ٣١٣ ـ ج ١ رجاله ثقات ، سكت عليه الحافظ في "الدراية" .

(٣) قلت : روى الطحاوي في "شرح الآثار" ص ١٣٣ ، والترمذي في "علله ـ في آخر الترمذي" ص ٢٣٩ ـ ج ٢ ، وابن سعد في "طبقاته" ص ١٩٠ ـ ج ٦ ، كلهم من طريق شعبة عن الأعمش ، قال : قلت لإبراهيم : إذا حدثتني عن عبد الله فأسند ، قال : إذا قلت لك : عبد الله ، فقد سمعته من غير واحد من أصحابه ، وإذا قلت : حدثني عن عبد الله فلان ، فحدثني فلان ، اهـ . واللفظ لابن سعد ، وأسند البيهقي في "سننه" ص ١٤٨ ـ ج ١ عن ابن معين ، قال : مرسلات إبراهيم صحيحة ، إلا حديث : تاجر البحرين ، وحديث الضحك في الصلاة ، اهـ =

۵۔"وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: مُرْسَلَاتُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَصَحُّ الْمُرْسَلَاتِ، وَمُرْسَلَاتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ لَا بَأْسَ بِهَا، وَلَيْسَ فِي الْمُرْسَلَاتِ أَضْعَفُ مِنْ مُرْسَلَاتِ الْحَسَنِ، وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، فَإِنَّهُمَا كَانَا يَأْخُذَانِ، عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ، وَمَرَاسِيلُ الْحَسَنِ تَقَدَّمَ الْقَوْلُ فِيهَا عَنْ أَحْمَدَ"۔"امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: صحیح ترین مرسلات سعید بن المسیب کی ہیں اور ابراہیم نخعی کی مرسلات میں کوئی حرج نہیں ہے، اور سب سے ضعیف ترین مرسلات حسن اور عطاء کی ہیں اسلئے کہ وہ ہر کسی سے حدیث لے لیتے ہیں"۔ (تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی:ص۲۳۰)



٢٣٠ (٩) المرسل

وقال أحمد(١) بن حنبل: مرسلات سعيد بن المسيب أصح المرسلات، ومرسلات إبراهيم النخعي لا بأس بها، وليس في المرسلات أضعف من مرسلات الحسن، وعطاء ابن أبي رباح، فإنهما كانا يأخذان عن كل واحد(٢)، ومراسيل الحسن تقدم القول فيها عن أحمد.

وقال ابن المديني(٣): مرسلات الحسن البصري التي رواها عنه الثقات صحاح، ما أقل ما يسقط منها.

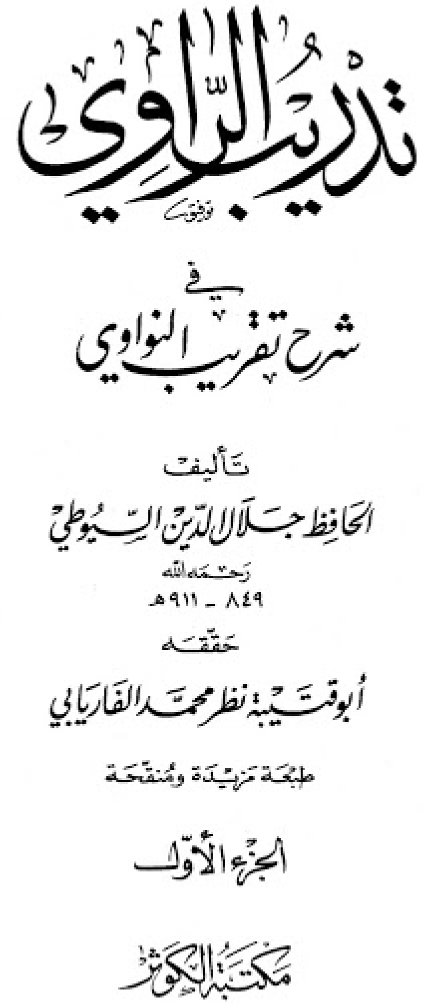
وقال أبو زرعة(٤): كل شيء قال الحسن: قال رسول الله ﷺ وجدت له أصلاً ثابتاً، ما خلا أربعة أحاديث.

و(٥)قال يحيى بن سعيد القطان(٦): ما قال الحسن في حديثه: قال رسول الله ﷺ، إلا وجدنا له أصلاً، إلا حديثاً، أو حديثين.

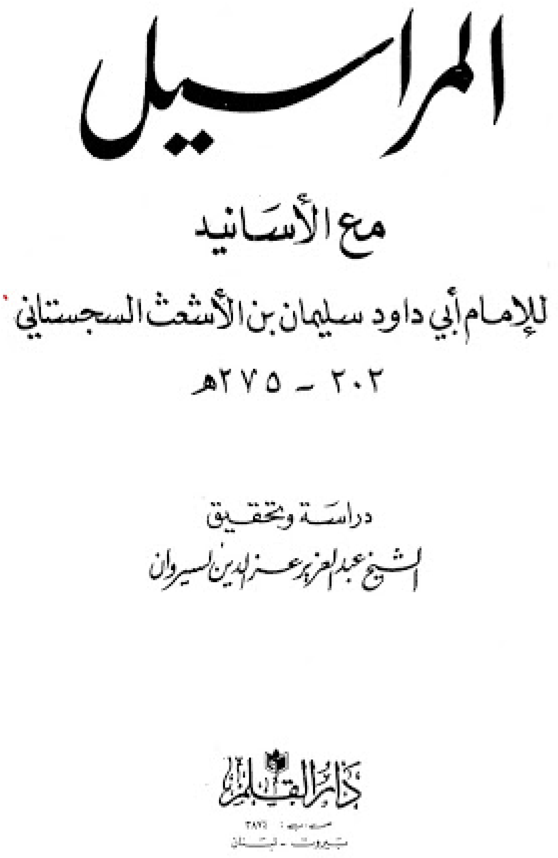
قال شيخ الإسلام: ولعله أراد ما جزم به الحسن.

وقال غيره: قال رجل للحسن(٧): يا أبا سعيد إنك تحدثنا فتقول: قال رسول الله ﷺ، فلو كنت تسنده لنا إلى(٨) من حدثك؟ فقال الحسن: أيها الرجل ما كذبنا، ولا كُذبنا، ولقد غزونا غزوة إلى خراسان ومعنا فيها ثلاثمائة من أصحاب محمد ﷺ.

(١) أسنده الخطيب في الكفاية ٣٨٦.
(٢) ح «أحد».
(٣) التهذيب (٢/٢٦٦).
(٤) التهذيب (٢/٢٦٦).
(٥) ف بدون الواو.
(٦) شرح علل الترمذي (١/٢٧٥).
(٧) أسنده البخاري في التاريخ الكبير (٥/٤٥٢) (ترجمة عبيد بن عبد الرحمن).
(٨) ح «عن من».



٦۔"قال ابن عبد البر في التمهيد: مراسيل سعيد بن المسيب، ومحمد بن سيرين، وإبراهيم النخعي، عندهم صحاح۔ وقالوا: مراسيل عطاء والحسن لا يحتج بها، لأنها يأخذان عن كل أحد۔ وكذلك مراسيل أبي العالية وأبي قلابة"۔ ابن عبد البرؒ التمہید میں فرماتے ہیں:"سعید بن المسیب، محمد ابن سیرین اور ابراہیم نخعی کی مراسیل انکے نزدیک صحیح ہیں اور فرماتے ہیں کہ عطاء اور حسن کی مراسیل حجت نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ دونوں ہر ایک سے حدیث لے لیتے ہیں اور یہی حال ابو قلابہ اور ابو عالیہ کا ہے"۔(التمھید:ج۱،ص۳۰، مقدمۃ کتاب المراسیل:۴۶)


المراسيل
مع الأسانيد
للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني
٢٠٢ ـ ٢٧٥هـ
دراسة وتحقيق
الشيخ عبد العزيز عز الدين السيروان
دار القلم
بيروت - لبنان


مراسيل ابن سيرين :

قلت : وكذا مراسيلُ محمد بن سيرين صحاح ايضاً ، ففي « الجوهر النقي » ٥/ ١٠٩ قال ابو عمر في أوائل « التمهيد » ١/ ٣٠ : وكلُّ من عُرِفَ انه لا يأخذ الا عن ثقة فتدليسه وترسيلُه مقبول ، فمراسيل سعيد بن المسيب ومحمد ابن سيرين وابراهيم النخعي عندهم صحاح . ا . هـ .

مراسيل محمد بن المنكدر :

وكذا مراسيل محمد بن المنكدر صحاح ايضاً . قال ابن عيينة : ما رأيت احداً أجدرَ ان يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولا يُسألَ عمن هو ابن المنكدر ، يعني لتحرِّيه . ا هـ . كذا في « التهذيب » ٩/ ٤٧٥ .

مراسيل طائفة من ثقات التابعين وتابعيهم :

وفي « تدريب الراوي » وقال يحيى بن سعيد القطان : مرسلاتُ سعيد ابن جُبير أحبُّ اليَّ من مرسلات عطاء ، قيل : فمرسلاتُ مجاهد أحب اليك أو مرسلاتُ طاوس ؟ قال : ما أقربها ، ومرسلاتُ عمرو بن دينار أحبّ اليَّ ، ومرسلات معاوية بن قرةُ أحب اليَّ من مرسلات زيد بن أسلم ، ومرسلاتُ مالك بن انس أحبُّ اليَّ ، وليس في القوم أصحُّ حديثاً منه . ا هـ .

مراسيل عطاء :

قال ابن المديني : كان عطاءُ [تاريخ ابي رباح] يأخذ عن كل ضرب ، مرسلاتُ مجاهد أحبُّ اليَّ من مرسلاته بكثير .

مراسيل الزهري :

ومراسيل محمد بن شهاب الزهري ـ قال ابن معين ويحيى بن سعيد

٤٦

مرسل روایات کے حجت ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف

۱۔"ومذهب الشافعي أنه اذا انضم إلى المرسل ما يعضده احتج به، وذلك بأن يروى أيضا مسندا، أو مرسلا من جهة أخرى، أو يعمل به بعض الصحابة، أو أكثر العلماء"۔"اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مرسل کے ساتھ کوئی تقویت کی چیز مل جائے تو وہ حجت ہو گا، مثلاًیہ کہ وہ مسنداً بھی مروی ہو یا دوسرے طریق سے وہ مرسل روایت کیا گیا ہو یا بعض حضرات صحابہ کرامؓ یا اکثر علماء نے اس پر عمل کیا ہو"۔(مقدمہ نووی بر شرح مسلم: ج۱، ص۲۹)

٢٩ | مقدمة الإمام النووي ١٨ – باب مصطلحات يتداولها أهل الحديث

وزادت فيها ليحتجوا بها والسابعة قوم مجهولون انفردوا بروايات لم يتابعوا عليها فقبلهم قوم و وقفهم آخرون هذا كلام الغساني.

فأما قوله ان أهل البدع والأهواء الذين لا يدعون اليها ولا يغلون فيها يقبلون بلا خلاف، فليس كما قال، بل فيهم خلاف.

وكذلك في الدعاة خلاف مشهور سنذكرهما قريبا – إن شاء الله تعالى – حيث ذكره الإمام مسلم رحمه الله.

وأما قوله في المجهولين خلاف، فهو كما قال، وقد أدخل الحاكم بهذا النوع من المختلف فيه، ثم المجهول أقسام مجهول العدالة ظاهرا وباطنا ومجهولا باطنا مع وجودها ظاهرا، وهو المستور ومجهول العين، فأما الأول فالجمهور على أنه لا يحتج به، وأما الآخران فاحتج بهما كثيرون من المحققين.

وأما قول الحاكم إن من لم يرو عنه إلا راو واحد فليس هو من شرط البخاري ومسلم فمردود غلطه الأئمة فيه.

بإخراجهما حديث المسيب بن حزن والد سعيد بن المسيب في وفاة أبي طالب لم يرو عنه غير ابنه سعيد.

وبإخراج البخاري حديث عمرو بن تغلب اني لأعطي الرجل والذي أدع أحب إلي لم يرو عنه غير الحسن.

وحديث قيس بن أبي حازم عن مرداس الأسلمي يذهب الصالحون لم يرو عنه غير قيس.

وبإخراج مسلم حديث رافع بن عمرو الغفاري لم يرو عنه غير عبد الله بن الصامت.

وحديث ربيعة بن كعب الأسلمي لم يرو عنه غير أبي سلمة ونظائر في الصحيحين لهذا كثيرة، والله أعلم.

وأما الأقسام المختلف فيها فسأعقد في كل واحد منها فصلا – إن شاء الله تعالى – ليكون أسهل في الوقوف عليه هذا ما يتعلق بالصحيح.

وأما الحسن، فقد تقدم قول الخطابي – رحمه الله – أنه ما عرف مخرجه واشتهر رجاله.

وقال أبو عيسى الترمذي الحسن ما ليس في إسناده من يتهم وليس بشاذ وروي من غير وجه.

وضبط الشيخ الإمام أبو عمرو بن الصلاح – رحمه الله – الحسن، فقال هو قسمان أحدهما الذي لا يخلو إسناده من مستور لم تتحقق أهليته وليس كثير الخطأ فيما يرويه، ولا ظهر منه تعمد الكذب، ولا سبب آخر مفسق، ويكون متن الحديث قد عرف بأن روي مثله أو نحوه من وجه آخر القسم الثاني أن يكون راويه من المشهورين بالصدق والأمانة، ولم يبلغ درجة رجال الصحيح لقصوره عنهم في الحفظ والإتقان إلا أنه مرتفع عن حال من يعد تفرده منكرا.

قال وعلى القسم الأول يتنزل كلام الترمذي، وعلى الثاني كلام الخطابي فاقتصر كل واحد منهما على قسم رآه خفيا، ولا بد في القسمين من سلامتهما من الشذوذ والعلة ثم الحسن، وإن كان دون الصحيح، فهو كالصحيح في جواز الاحتجاج به، والله أعلم.

وأما الضعيف فهو ما لم يوجد فيه شروط الصحة، ولا شروط الحسن وأنواعه كثيرة منها الموضوع والمقلوب والشاذ والمنكر والمعلل والمضطرب، وغير ذلك.

ولهذه الأنواع حدود وأحكام وتفريعات معروفة عند أهل هذه الصنعة، وقد أتقنها مع ما يحتاج إليه طالب الحديث من الأدوات والمتممات ويستعين به في جميع الحالات الإمام الحافظ أبو عمرو بن الصلاح في كتابه علوم الحديث، وقد اختصرته وسهلت طريق معرفته لمن أراد تحقيق هذا الفن والدخول في زمرة أهله فيه من القواعد والمهمات ما يلتحق به من حققه وتكاملت معرفته له بالحفاظ المتقنين، ولا يسبقونه إلا بكثرة الاطلاع على طرق الحديث، فإن شاركهم فيها لحقهم، والله أعلم.

١٨ – باب مصطلحات يتداولها أهل الحديث

المرفوع ما أضيف إلى رسول الله ﷺ خاصة لا يقع مطلقه على غيره سواء كان متصلا، أو منقطعا.

وأما الموقوف، فما أضيف إلى الصحابي قولا له، أو فعلا، أو نحوه متصلا كان، أو منقطعا ويستعمل في غيره مقيدا فيقال حديث كذا وقفه فلان على عطاء مثلا.

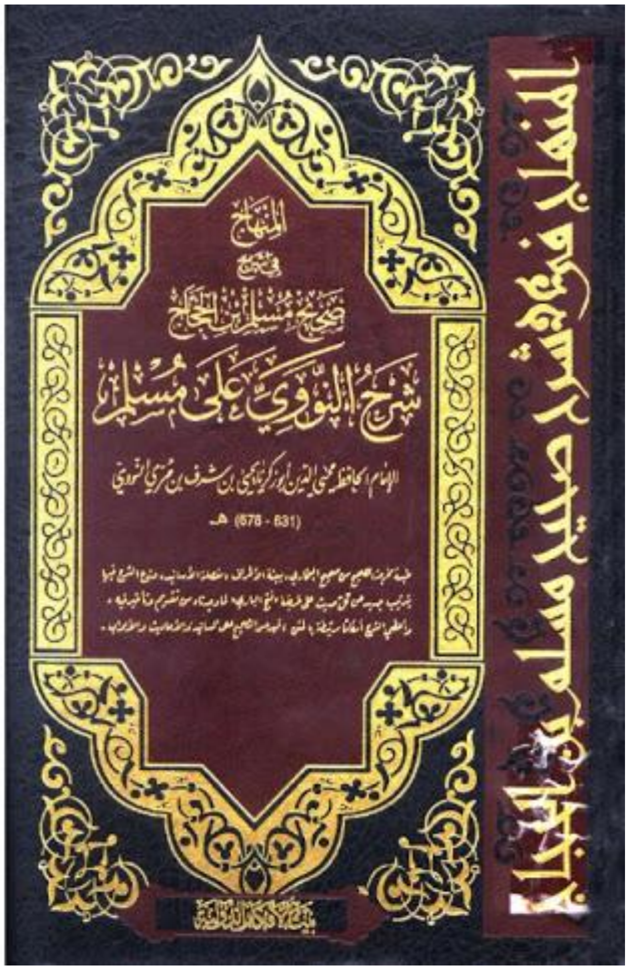
وأما المقطوع، فهو الموقوف على التابعي قولا له، أو فعلا متصلا كان، أو منقطعا.

وأما المنقطع، فهو ما لم يتصل إسناده على أي وجه كان انقطاعه، فإن كان الساقط رجلين فأكثر سمي أيضا معضلا بفتح الضاد المعجمة.

وأما المرسل، فهو عند الفقهاء وأصحاب الأصول والخطيب الحافظ أبي بكر البغدادي وجماعة من المحدثين ما انقطع إسناده على أي وجه كان انقطاعه، فهو عندهم بمعنى المنقطع.

وقال جماعات من المحدثين، أو أكثرهم لا يسمى مرسلا إلا ما أخبر فيه التابعي عن رسول الله ﷺ، ثم مذهب الشافعي والمحدثين، أو جمهورهم وجماعة من الفقهاء أنه لا يحتج بالمرسل ومذهب مالك وأبي حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعي أنه إذا انضم إلى المرسل ما يعضده احتج به، وذلك بأن يروى أيضا مسندا، أو مرسلا من جهة أخرى، أو يعمل به بعض الصحابة، أو أكثر العلماء.

وأما مرسل الصحابي، وهو روايته ما لم يدركه، أو يحضره كقول



۲۔ حضرت امام شافعیؒ نے مراسیل کی بحث اپنی کتاب الرسالۃ فی اصول فقہ صفحہ نمبر ۶۳ طبع بولاق میں کی ہے۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا مشہور قول یہ بتایا گیا ہے کہ: "قال الشافعیؒ: وارسال ابن المسیب عندنا حسن"۔ "امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ابن المسیب کا ارسال حسن درجے کا ہے"۔ (المراسیل مع اسانید للامام ابی داوٗد: ص ۳۳)

رضي الله عنه : « لا يصلح هذا » . قال الشافعي رحمه الله : « وكان القاسم بن محمد ، وسعيد بن المسيّب ، وعروة بن الزبير ، وأبو بكر بن عبد الرحمن ، يحرّمون بيع اللحم بالحيوان » .

قال الشافعيّ : « وبهذا نأخذ ، ولا نعلم أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ خالف أبا بكر الصدّيق رضي الله عنه » قال الشافعيّ : « وإرسال ابن المسيب عندنا حسن » هذا نصّ الشافعي في المختصر ، نقلته بحروفه لما يترتب عليه من الفوائد . فإذا عُرِف هذا ، فقد اختلف أصحابنا المتقدمون في معنى قول الشافعي : « إرسال ابن المسيّب عندنا حسن » على وجهين ، حكاهما الشيخ أبو إسحاق في كتابه « اللمع » ، وحكاهما أيضاً الخطيب البغدادي في كتابه « كتاب الفقيه والمتفقه » ، و « الكفاية » وحكاهما جماعات آخرون : أحدهما : معناه أنه حجة عنده بخلاف غيرها من المراسيل ، قالوا : لأنها فُتِّشَتْ فوجدت مسندة .

الوجه الثاني : أنها ليست بحجة عنده ، بل هي كغيرها على ما ذكرناه . قالوا : وإنما رجح الشافعي رحمه الله بمرسله ، والترجيح بالمرسل جائز . قال الخطيب البغدادي في كتاب «الفقيه والمتفقه» : « والصواب ، الوجه الثاني ؛ وأما الأول فليس بشيء» . وكذا قال في «الكفاية» : «الوجه الثاني هو الصحيح عندنا من الوجهين ، لأن في مراسيل سعيد ، ما لم يوجد مسنداً بحال ، من وجه يصح » . قال : « وقد جعل الشافعي لمراسيل كبار التابعين مزية على غيرهم ، كما استحسن مرسل سعيد » هذا كلام الخطيب .

وذكر الإمام الحافظ ابي بكر البيهقي رحمه الله نصَّ الشافعي كما قدمته . قال : « قال الشافعي : نقبل مراسيل كبار التابعين ، إذا انضمَّ إليها ما يؤكدها ؛ فإن لم ينضم لم نقبلها ، سواء كان مرسل ابن المسيب أو غيره » . قال : « وقد ذكرنا مراسيل لابن المسيب لم يقبلها الشافعي حين لم ينضم إليها ما يؤكدها . ومراسيل لغيره قال بها حين انضم إليها ما يؤكدها » . قال : « وزيادة

٣٣

المراسيل

مع الأسانيد

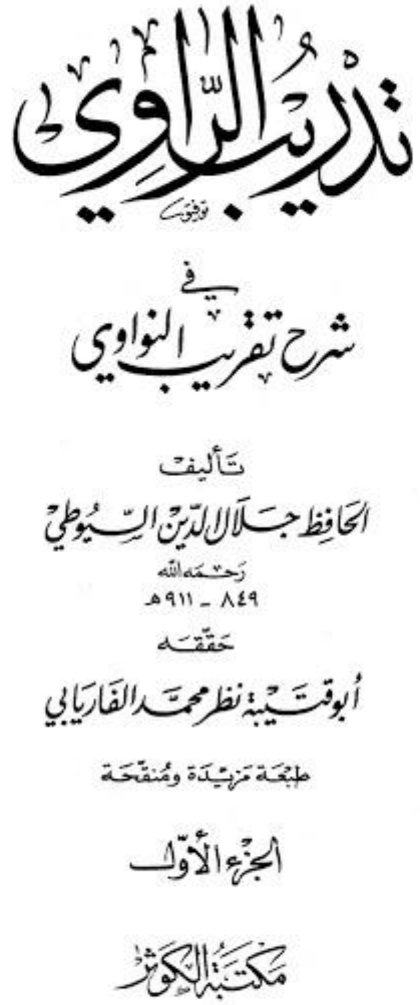
للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

٢٠٢ – ٢٧٥ هـ

دراسة وتحقيق
الشيخ عبد العزيز عز الدين السيروان

دار القلم
بيروت – لبنان

۳۔"اشْتُہِرَ عَنِ الشَّافِعِيّ أَنَّہُ لَا يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ، إِلَّا مَرَاسِيلَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ"۔"امام شافعیؒ کا مشہور قول یہ بتایا گیا ہے کہ ان کے نزدیک سعید بن المسیب کی مراسیل کے علاوہ مرسل حجت نہیں"۔(تدریب الراوی: ص ۲۲۴)



٢٢٤ (٩) المرسل

أخذَ عنْ غير رجالِ الأوَّلِ كانَ صحيحاً ، ويَتبيَّنُ بِذَلكَ صِحَّةُ المُرْسلِ وأنَّهُما صحيحان لَوْ عَارَضَهُما صَحيحٌ مِنْ طريق رجَّحْناهُما عَليْهِ إذَا تعذَّر الجَمْعُ ،

أرسله من أخذ) العلم ، (عن غير رجال) المرسل (الأول ، كان صحيحاً) هكذا نص عليه الشافعي في الرسالة[1] ، مقيداً له بمرسل كبار التابعين ، ومن إذا سمى من أرسل عنه سمي ثقة ، وإذا شاركه الحفاظ المأمونون لم يخالفوه ، وزاد في الاعتضاد أن يوافق قول صحابي ، أو يفتي أكثر العلماء بمقتضاه ، فإن فقد شرط مما ذكر لم يقبل مرسله .

فإن وجدت قبل ، (ويتبين[2] بذلك صحة المرسل) ، (وأنهما) أي المرسل ، وما عضده (صحيحان لو عارضهما صحيح من طريق) واحدة ، (رجحناهما عليه) بتعدد الطرق ، (إذا تعذر الجمع) بينهما .

[فوائد]

الأولى ، اشتهر عن الشافعي أنه لا يحتج بالمرسل ، إلا مراسيل سعيد بن المسيب .

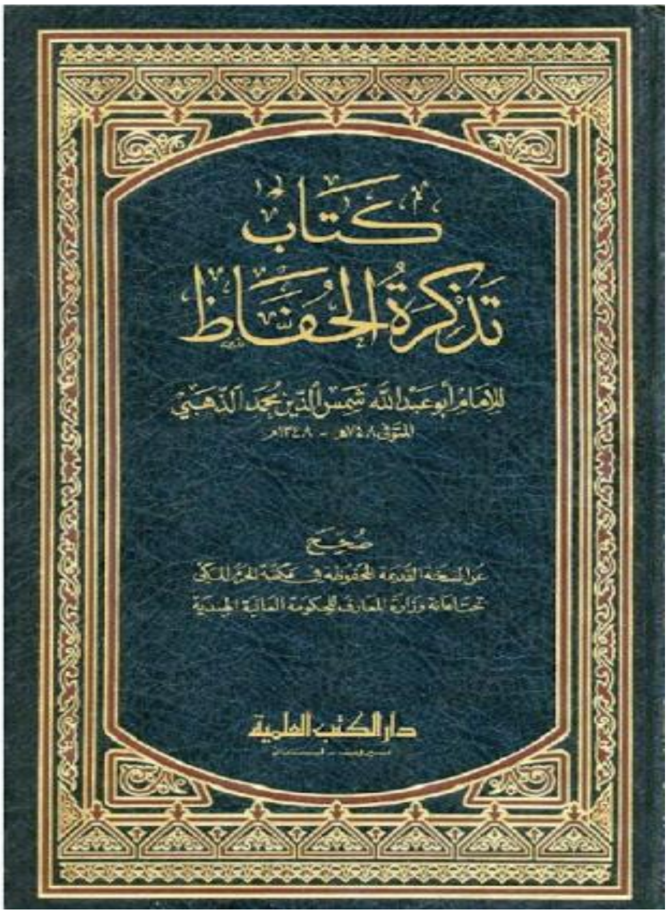
قال المصنف في شرح المهذب وفي الإرشاد[3] : والإطلاق في النفي والإثبات (ق ٦٧/أ) غلط ، بل هو يحتج بالمرسل بالشروط المذكورة ، ولا يحتج بمراسيل سعيد إلا بها أيضاً .

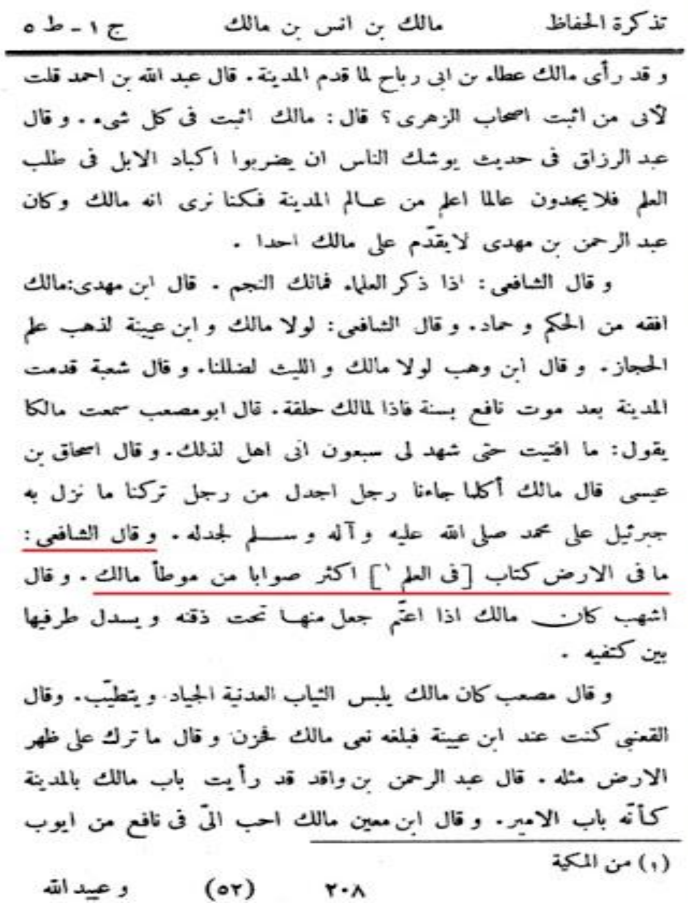
قال : وأصل ذلك أن الشافعي قال في مختصر المزني[4] : أخبرنا مالك ، عن زيد ابن أسلم ، عن سعيد بن المسيب ، أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع اللحم بالحيوان .

وعن ابن عباس أن جزوراً نحرت على عهد أبي بكر ، فجاء رجل بعناق ، فقال : أعطوني بهذه العناق .

(١) الرسالة ص ٤٦٢ — ٤٦٥ فقرة ١٢٦٩ — ١٢٧٠ .
(٢) ف « وتبين » .
(٣) المجموع (٦١/١) ، والإرشاد (١٧١/١) .
(٤) ص ٧٨ .

۴۔ جہاں تک موطا میں درج مرسل روایات اوراس کی صحت کی بات ہے، خود امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ:"وقال شافعی: مافی الارض کتاب [فی العلم] اکثرصوابامن موطامالک"۔"زمین پر[علم کے لحاظ سے] صحیح ترین کتاب موطامالک ہے"۔(تذکرۃ الحفاظ: ج۱، ص۲۰۸، ابو عبد اللہ شمس الدین الذہبیؒ)




تذكرة الحفاظ — مالك بن انس بن مالك — ج ١ - ط ٥

و قد رأى مالك عطاء بن ابى رباح لما قدم المدينة. قال عبد الله بن احمد قلت لأبى من اثبت اصحاب الزهرى؟ قال: مالك اثبت فى كل شيء. و قال عبد الرزاق فى حديث يوشك الناس ان يضربوا اكباد الابل فى طلب العلم فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة فكنا نرى انه مالك وكان عبد الرحمن بن مهدى لايقدّم على مالك احدا.

و قال الشافعى: اذا ذكر العلماء فمالك النجم. قال ابن مهدى: مالك افقه من الحكم و حماد. و قال الشافعى: لولا مالك و ابن عيينة لذهب علم الحجاز. و قال ابن وهب لولا مالك و الليث لضللنا. و قال شعبة قدمت المدينة بعد موت نافع بسنة فاذا لمالك حلقة. قال ابومصعب سمعت مالكا يقول: ما افتيت حتى شهد لى سبعون انى اهل لذلك. و قال اسحاق بن عيسى قال مالك أكلما جاءنا رجل اجدل من رجل تركنا ما نزل به جبرئيل على محمد صلى الله عليه و آله و سلم لجدله. و قال الشافعى: ما فى الارض كتاب [فى العلم (١)] اكثر صوابا من موطأ مالك. و قال اشهب كان مالك اذا اعتم جعل منها تحت ذقنه و يسدل طرفيها بين كتفيه.

و قال مصعب كان مالك يلبس الثياب العدنية الجياد و يتطيّب. و قال القعنبي كنت عند ابن عيينة فبلغه نعى مالك فحزن و قال ما ترك على ظهر الارض مثله. قال عبد الرحمن بن واقد قد رأيت باب مالك بالمدينة كأنه باب الامير. و قال ابن معين مالك احب الىّ فى نافع من ايوب

(١) من المكية

٢٠٨ (٥٢) و عبد الله

۵۔ امام زرقانیؒ لکھتے ہیں: "ما من مرسل فی الموطا الاّ ولہ عاضد أو عواضد فالصواب اطلاق الموطا صحیح لا یستثنیٰ منہ شيء وقد صنف ابن عبد البر کتابا فی وصل ما فی الموطا من المرسل والمنقطع والمعضل قال وجمیع ما فیہ من قولہ بلغنی ومن قولہ عن الثقة عندہ مما لم یسندہ أحد وستون کلہا مسند من غیر طریق مالک الاّ أربعة"۔ "موطا میں کوئی روایت مرسل نہیں؛ مگر اس کی تائید کرنے والے اور معاون حدیث موجود ہے؛ لہٰذا بلا استثناء موطا پر صحیح کا اطلاق درست ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے ایک کتاب تصنیف کی جس میں موطا کی تمام مرسل، منقطع اور معضل روایات کی سندیں بیان کی ہیں اور فرمایا کہ موطا میں امام مالک نے جس قدر "بلغنی" اور "عن الثقة" کہہ کر روایات بیان کی ہیں اور ان کی سندیں نہیں بیان کیں وہ کل ۶۱ ہیں، جن میں سوائے چار کے تمام روایات امام مالک کے علاوہ دوسرے طرق سے مسند ہیں"۔ (مصفی: ج۱، ص۷)

۶۔ امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "ثم الحسن کالصحیح فی الاحتجاج بہ وان کان دونہ فی القوة"۔ "حسن حدیث دلیل حاصل کرنے میں صحیح کی طرح ہے، اگرچہ قوت میں اس سے کم ہے"۔ اور اس عبارت کی شرح امام سیوطیؒ اس طرح کرتے ہیں کہ: "ولا بدع فی الاحتجاج بحدیث لہ طریقان لو انفرد کل منہما لم یکن حجة کما فی المرسل، اذا ورد من وجہ آخر سندا او وافقہ مرسل آخر بشرطہ"۔ "یعنی حدیث حسن بھی حدیث صحیح کی طرح قابل استدلال ہیں۔ اگر کسی حدیث کے دو طرق ہیں تو اس سے استدلال کرنے میں کوئی قباحت نہیں حالانکہ ہر ایک طریق قابل احتجاج نہیں، جس طرح مرسل حدیث

ضعیف ہے لیکن یہ حدیث اگر کسی دوسرے طریق سے مسنداً یا مرسلاً مروی ہو تو وہ قابل احتجاج ہو جاتی ہے"۔(التقریب مع التدریب:ص۱۲۵)

۷۔"الشَّافِعِيُّ فِي الرِّسَالَةِ: وَزَادَ فِي الِاعْتِضَادِ أَنْ يُوَافِقَ قَوْلَ صَحَابِيٍّ، أَوْ يُفْتِيَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ بِمُقْتَضَاهُ، فَإِنْ فُقِدَ شَرْطٌ مِمَّا ذُكِرَ لَمْ يُقْبَلْ مُرْسَلُهُ"۔"امام شافعیؒ نے اعتصاد کے لئے یہ شرط زائد بیان کی ہے کہ وہ کسی صحابی کے قول کے موافق ہو یا اکثر علماء نے اس کی مقتضیٰ پر فتویٰ دیا ہو"۔(تدریب الراوی:ص۱۲۵)

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرسل روایات کے حجت ہونے کے تو امام شافعیؒ بھی قائل ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سعید بن المسیب کا ارسال حسن درجے کا ہے۔ امام شافعیؒ بھی کبارِ تابعینؒ کی مراسلات کو قبول کرتے تھے، بشرطیکہ ان کی تائید دوسری حدیث وسند سے ہو جاتی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل روایات کی قبولیت کی چند شرائط ہیں جن کا اختصار کے ساتھ امام نوویؒ نے تذکرہ فرمایا ہے:

یعنی یہ امام شافعیؒ اور دیگر اہل علم کی رائے ہے۔ ان شرائط میں تین تو مرسل راوی کے بارے میں ہیں اور ایک حدیث مرسل کے بارے میں ہے۔

۱۔مرسل راوی کبار تابعین میں سے ہو۔

۲۔جس سے اس نے ارسال کیا اس کا نام لے تو اسے ثقہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۔جب اس کے ساتھ روایت میں دوسرے حفاظ شریک ہو جائیں تو اس سے اختلاف نہ کریں۔

۴۔ان تین شرائط کے ساتھ ذیل کی شرائط میں سے ایک شرط بھی شامل ہو۔

۱)۔یہ حدیث سند کے ساتھ کسی دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہو۔

۲)۔یہی روایت کسی دوسرے طریقہ سے بطور مرسل مروی ہو اس کا ارسال ان لوگوں نے کیا ہو جنہوں نے اس کا علم ایسے لوگوں سے حاصل کیا ہو جن سے پہلے مرسل نے حاصل نہ کیا ہو۔

۳)۔یہ حدیث کسی صحابی کے قول سے مطابقت رکھتی ہو۔

۴)۔یا اکثر اہل علم اس کے مقتضا کے مطابق فتویٰ دیتے ہوں۔

اگر یہ شرائط پوری ہو جائیں گی تو ان سے ظاہر ہو جائے گا کہ یہ مرسل اور اس کی تائید کرنے والی دوسری مرسل کا مخرج صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں صحیح ہیں اور اگر ان دونوں کے ساتھ صحیح جو ایک طریق سے مروی ہو متعارض ہو جائے اور ان کی تطبیق مشکل ہو جائے تو ہم ان دونوں کو تعدد طرق کی بنا پر صحیح پر ترجیح دیں گے۔

اس لئے ان کے احوال سے لاعلمی کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

مرسل کے سلسلے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔

ا) ضعیف اور ناقابل قبول: جمہور محدثین، بہت سے اصولیوں اور فقہا کے نزدیک مرسل حدیث ضعیف اور ناقابل قبول ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ جس سے یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ شاید وہ صحابی نہ ہو۔

ب) صحیح اور قابل حجت: تین ائمہ کرام، امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد کے مشہور اقوال کے مطابق اسی طرح علماء کی ایک اور جماعت کے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ کہ مرسل صحیح اور قابل حجت ہے۔ بشرطیکہ مرسل خود ثقہ ہو اور ثقہ راوی ہی سے ارسال کرے ان کی دلیل یہ ہے کہ ثقہ تابعی اس بات کو کبھی جائز نہیں سمجھتا کہ وہ یہ کہے۔ کہ قال رسول اللہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تک کہ وہ ثقہ راوی ہی سے یہ سن نہ لے۔

ج) چند شرائط کے ساتھ اس کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ یعنی چند شرائط کے ساتھ اس کو صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ امام شافعی اور بعض دیگر اہل علم کی رائے ہے۔

یہ شرائط چار ہیں، تین تو مرسل راوی میں اور ایک حدیث مرسل میں۔

۱ - مرسل راوی کبار تابعین میں سے ہو۔

۲ - جس سے اس نے ارسال کیا اس کا نام لے تو اسے ثقہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳ - جب اس کے ساتھ روایت میں دوسرے حفاظ شریک ہو جائیں تو اس سے اختلاف نہ کریں۔

۴ - ان تین شرائط کے ساتھ ذیل کی شرائط میں سے ایک شرط بھی شامل ہو۔

ا) یہ حدیث سند کے ساتھ کسی دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہو۔

ب) یہی روایت کسی دوسرے طریقہ سے بطور مرسل مروی ہو اس کا ارسال ان لوگوں نے کیا ہو جنھوں نے اس کا علم ایسے لوگوں سے حاصل کیا ہو جن سے پہلے مرسل نے حاصل نہ کیا ہو۔

ج) یہ مرسل حدیث کسی صحابی کے قول سے مطابقت رکھتی ہو۔

د) یا اکثر اہل علم اس کے مقتضا کے مطابق فتوی دیتے ہوں۔[۵۵]

یہ شرائط پوری ہو جائیں گی تو ان سے ظاہر ہو جائے گا کہ یہ مرسل اور اس کی تائید کرنے والی دوسری مرسل کا مخرج صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں صحیح ہیں اور اگر ان دونوں کے

